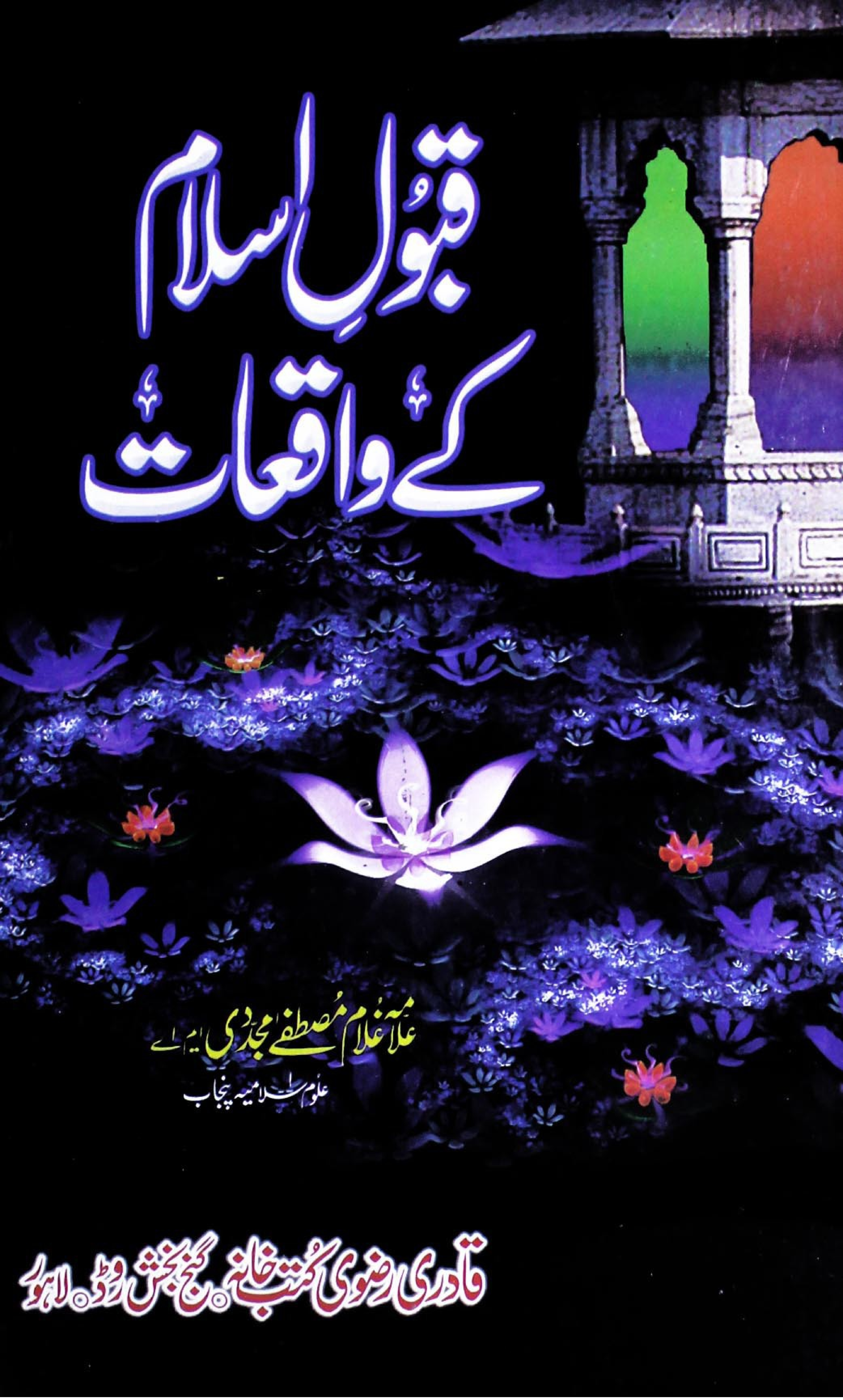
قبولِ اسلام
کے واقعات
علامہ غلام مصطفےٰ مجددی ایم اے
علوم اسلامیہ پنجاب
قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

قبولِ اسلام کے واقعات

مؤلفہ

علامہ غلام مصطفےٰ مجددی ایم اے

مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور
Phone
0333-4383766
042-7213575

Marfat.com

111/71

فیضان رحمت

حضور امامِ ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ

نام کتاب	......	قبول اسلام کے واقعات
نام مولف	......	غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے
ایڈیٹنگ	......	محمد اکرام مجددی
نام کمپوزر	......	حافظ محمد بلال مجددی
کمپوزنگ	......	مجددی کمپوزنگ سینٹر شکر گڑھ
پروف ریڈنگ	......	غلام دستگیر احمد مجددی
زیر نگرانی	......	چوہدری محمد خلیل قادری
تحریک	......	چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر	......	عبد المجید چوہدری
تاریخ اشاعت	......	نومبر 2008
ہدیہ	......	60

ملنے کے پتے

مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ ۔ گنج بخش روڈ لاہور

Hello: 042-7213575, 0333-4383766

Marfat.com

انتساب

☆

حضرت والا درجت،

ناشرِ زہدو طریقت، وارثِ عرفانِ حقیقت

حضرت مولانا محمد نورالدین سرکار نقشبندی قدس سرہٗ

بانی خانقاہ نقشبندیہ، مجددیہ، نوریہ ﴿شکر گڑھ شریف﴾

کے نام

جو

میرے عطاپاش بھی ہیں اور میرے خطاپوش بھی ہیں

غلام مصطفیٰ مجددی نوری ایم اے

Marfat.com

آئینہ کتاب

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	انتساب	03
2	حرف اول	08
3	حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا قبول اسلام	11
4	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	13
5	حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	16
6	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	20
7	اعجاز سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	21
8	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	23
9	حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	25
10	حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	27
11	حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	28
12	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	29
13	حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	30
14	حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	31

Marfat.com

15	حضرت عمیر بن حبیب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	33
16	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	34
17	حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	35
18	حضرت ابوقرحانہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	36
19	حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	37
20	حضرت حصین رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	38
21	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	39
22	حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	42
23	حضرت حابس بن دغنہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	43
24	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	48
25	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	51
26	حضرت اکثم بن صیفی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	55
	حضرت حارث رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	57
	حضرت طفیل بن عمر دوسی کا قبول اسلام	58
27	حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	60
28	بعض عیسائیوں کا قبول اسلام	61
29	عداس رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	63

Marfat.com

30	جنات کا قبول اسلام	68
31	سوید بن صامت رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	71
32	انصار کا قبول اسلام	72
33	رافع اور معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہما قبول اسلام	101
34	بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	102
35	حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	104
36	حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	109
37	حضرت ذباب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	110
38	حضرت ماذن رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	111
39	حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	112
40	جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	113
41	صاحب جمال یہودی کا قبول اسلام	114
42	غسان عامری کا قبول سلام	115
43	عباس بن مرداس کا قبول اسلام	116
44	سواد بن قارب کا قبول اسلام	116
45	ابوہریرہ کی والدہ کا قبول اسلام	118

Marfat.com

46	ایک یہودی لڑکے کا قبول اسلام	119
47	ایک بت پرست کا قبول اسلام	119
48	اہل طائف کا قبول اسلام	121
49	بہرام مجوسی کا قبول اسلام	122
50	ایک یہودی کا قبول اسلام	123
51	ایک مجوسی کا قبول اسلام	124
52	ایک مجوسی کا قبول اسلام	124
53	ایک مجوسی کا قبول اسلام	125
54	بنی حارثہ کا قبول اسلام	125
55	بادشاہ تبغ کا قبول اسلام	127
56	ایک یہودی کا قبول اسلام	128

Marfat.com

حرف اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ کے نزدیک اسلام ہی دین برحق ہے، اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین لے کر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اس کو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، اور فرمایا کہ آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام فرما دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا، ان ارشادات خداوندی سے معلوم ہوا کہ اسلام ہی دین فطرت ہے، دین ہدایت ہے، دین رحمت ہے، دین حکمت ہے، دین حیات اور دین نجات ہے، تمام انبیا کرام علیہم السلام اسی کا پیغام لے کر دنیا میں مبعوث ہوئے مگر قوموں نے اپنی ناعاقبت اندیشی سے اپنے راستے الگ کر لیے اور دین اسلام کو چھوڑ کر مختلف نظریات میں بٹ گئیں، یہودیت اور نصرانیت کے مذاہب اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں ورنہ کیا کوئی تاریخ آشنا انسان یہ سوچ سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسلام کو چھوڑ کر ان مذاہب کے فرسودہ نظریات کی تبلیغ کی تھی، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم علیہ السلام تک تمام پیغمبران عظام دین واحد کے علمبردار تھے، ان کی تبلیغ حق پر جب بھی کسی صاحب فطرت سلیم نے ذرا سا غور و فکر بھی کیا تو اس کے لیے روشنی کا دریچہ کھل گیا اور وہ دین ہدایت کی آغوش میں پناہ گزیں ہو گیا، حضور نبی آخر الزماں، رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نہایت دل افروز انداز کے ساتھ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا آغاز فرمایا تو ہزاروں لوگ قافلہ در قافلہ منزل ہدایت سے ہمکنار ہو گئے، یہاں تک کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش افراد کی زبان لات و ہبل کی

Marfat.com

بجائے توحید و رسالت کا ترانہ الاپنے لگی اور ان کے دلوں میں خدا و مصطفیٰ ﷺ کی یادوں کے چراغ روشن ہو گئے، ان ہزاروں قدسی صفات لوگوں میں سے چند ایک جلیل القدر انسانوں کے قبول اسلام کے واقعات اس کتاب میں درج کیے گئے ہیں جو تاریخ اسلام کا بہت ایمان افروز سرمایہ ہیں، ان واقعات کے مطالعے سے ہمارے مغربی تہذیب کے دلدادہ کسی نوجوان کی چشم بصیرت بھی بیدار ہو سکتی ہے اور وہ سوچنے کے لیے تیار ہو سکتا ہے کہ میرا تعلق کس مذہب کے ساتھ ہے اور میرے آباؤ اجداد نے کس محبت اور مشقت کے ساتھ اسے حاصل کیا اور وہ کس طرح اس پر اپنی ہر متاع عزیز قربان کر کے دو جہاں میں کامرانیوں سے سرفراز ہوئے اور اب میں کس طرح ان کے چھوڑے ہوئے ورثۂ ہدایت کے ساتھ مذاق کر رہا ہوں، کاش کسی خوابیدہ دل میں یہ احساس پیدا ہو جائے، اس فقیر بے پایہ نے عرض کیا ہے

اے خدا کیا حالِ غمگیں ہے ترے اسلام کا
دور دورہ ہے جہاں میں یورشِ آلام کا
گلشن توحید پر چھائی خزانِ تیرگی
موسمِ غم ہے، حسیں پھولوں کے قتل عام کا
وحدتِ ملی کے جذبوں سے تہی آلِ حرم
تک رہی ہے منہ زبان و رنگ کے اصنام کا
اہلِ رحماں خوابِ غفلت میں عجب مدہوش ہیں
سر پہ سایہ ہے جفا کی تیغِ خوں آشام کا
کیوں مسلماں بٹ گئے عرب و عجم کے دام میں
کیا یہی معنی ہے تیرے دین کا، پیغام کا

Marfat.com

حرمتِ کعبہ بھی خطرے میں نظر آتی ہے آج
یہ بھی اک اعجاز ہے مومن کے فکرِ خام کا
عالمِ لاہوت کا شہباز کہتے تھے جسے
اب مسافر ہے شکستہ پارۂ گمنام کا
یہ صنم والے ، خداوالوں کو جھٹلانے لگے
یہ ستم بھی دیکھنا تھا گردش ایام کا
اب کہاں عباسیوں ، سلجوقیوں کے ولولے
اب کدھر ہے دبدبہ عثمانیوں کے نام کا
عہد پارینہ میں ڈوبی شوکت قطب و سلیم
زنگ آلودہ ہے منہ محمود کی صمصام کا
ابرِ رحمت ہے ترا کاشانۂ اغیار پر
تو بہ توبہ تشنہ لب مسلم ہے تیرے جام کا
حسرتِ بیتاب کے آنسو ہیں آنکھوں میں جمے
اک یہی مایہ ہے تیرے بندۂ بے دام کا
جنت کشمیر کے سب رنگ پھیکے ہو گئے
قبلہ اول بھی پیاسا ہے تیرے انعام کا
آگ ہے ، اولاد ابراہیم ہے ، نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے

......⊙......

Marfat.com

حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا قبول اسلام:

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا شروع دن ہی سے حضور جان نور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات وحسنات سے بہت ہی زیادہ متاثر تھیں، جونہی آپ نے کاشانۂ نبوت میں آکر اپنے داعی الی الخیر ہونے کا اعلان فرمایا تو انہوں نے فوراً آپ کی تصدیق کر دی، امام ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ وہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں، جو دین اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا اسکی تصدیق کی اور ہر معاملے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تقویت پہنچائی، چنانچہ ان کی وجہ سے آپ کا کافی بوجھ ہلکا ہو گیا، جب کبھی آپ کفار کی طرف سے تردید یا تکذیب سنکر کبیدہ خاطر ہوئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں جن کی حوصلہ افزائی سے آپ کا غم دور ہوتا تھا، وہ ہر وقت آپ کو تسلی دیتی رہتی تھیں اور جب تک زندہ رہیں برابر آپ کیلئے اطمینان قلب اور سکون خاطر کا سامان مہیا کرتی رہیں، ابن قیم لکھتے ہیں، ”جب آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے تو انہوں نے آپ کو بشارت دی اور کہا بخدا اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا، آپ ایسا اخلاق فاضلہ، خصائل حمیدہ اور اوصاف کریمہ کا حامل کبھی ذلت کا منہ نہیں دیکھتا، انہوں نے اپنے کمال دانشمندی سے معلوم کر لیا تھا کہ اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ عزت افزائی، تائید اور احسان الٰہی کے مستحق ہوتے ہیں، صرف اعمال بد اور عادات قبیحہ کا بدلہ ہی رسوا کن عذاب کی صورت اختیار کرتا ہے، آپ اسی عقلمندی اور صدیقیت کی وجہ سے اس بات کی مستحق ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے دو رسولوں جبریل علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت سلام بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ ان کو جنت میں موتیوں کے گھر کی خوشخبری دیں، جس میں نہ کسی طرح کی کچھ تھکاوٹ ہوگی اور نہ

Marfat.com

کسی قسم کا شور و غل ہو گا، ﴿مختصر سیرت الرسول:۱۴۸﴾ جب آپ کو اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچا تو عرض کی، ھو السلام و منه السلام و علیٰ جبریل السلام و علیک یارسول الله السلام و رحمة الله و بر کاته ،اللہ ہی سلام ہے، ساری سلامتی اسی کی طرف سے ہے، جبریل پر بھی سلام ہو، اور اے اللہ کے رسول آپ پر بھی سلام ہو، نیز اللہ کی رحمت اور برکت ہو، ﴿سیرت نبویہ دحلان ۱:۱۷۵﴾ حضرت علامہ ابن اثیر اور حضرت امام ابن ہشام نے لکھا ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، علامہ ابن اثیر نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، ﴿الکامل ۲:۳۷﴾ حضرت امام یوسف نبہانی نے بھی اسی طرح لکھا ہے کہ سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والی اور تصدیق کرنے والی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہی تھیں، ﴿انوار محمدیہ:۶۰﴾ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، امام بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے روایت کی ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، اے ابن عم! چونکہ آپ صبر و استقامت رکھنے والے ہیں کیا آپ کیلئے ممکن ہے کہ جب وہ آپ کے پاس آنے والا آئے تو مجھے بھی بتایئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں، پھر حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے حضرت ام المومنین کو بتایا، انہوں نے پوچھا، آپ ان کو دیکھ رہے ہیں، آپ نے جواب دیا، ہاں، پھر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اپنے داہنے پہلو میں بٹھا کر پوچھا آپ نے فرمایا، ہاں، میں اب بھی دیکھ رہا ہوں، پھر آپ کو بائیں پہلو میں بٹھا کر دریافت کیا تو آپ نے فرمایا، اب بھی وہ نظر آرہے ہیں، اس کے بعد مشیر رسول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر انور سے دوپٹہ اتارا اور بال بکھیر دیئے اور آپ سے وہی سوال کیا، اب آپ نے انکار میں جواب دیا تو انہوں نے کہا یہ شیطان نہیں ہے بلکہ فرشتہ ہے، آپ مطمئن اور ثابت قدم رہیے پھر

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی وقت ایمان لے آئیں۔ ﴿خصائص کبریٰ ۱:۲۴۹﴾ آپ کی ساری اولاد نے بھی اپنے والد بزرگوار حضور احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و بعثت کی تصدیق کی۔

حضرت ابوبکر صدیق کا قبول اسلام:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کے وفادار ساتھی تھے، نہایت سلیم الفطرت انسان تھے، انہوں نے عہد جاہلیت میں کبھی کسی بت کی پرستش نہیں کی اور نہ ہی جاہلی رسومات سے آلودہ ہوئے، ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روشن کردار ایک کھلی ہوئی کتاب کی مانند تھا، چنانچہ جونہی انہوں نے سنا کہ آپ نے اپنی بعثت و نبوت کا اظہار فرمادیا ہے تو فوراً بارگاہ رحمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا، حضرت امام ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا بذریعہ وحی تھا، وہ اس طرح کہ آپ بغرض تجارت شام گئے ہوئے تھے، وہاں آپ نے ایک خواب دیکھا اور بحیرہ راہب سے بیان کیا، راہب نے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو، انہوں نے جواب دیا، تہامہ کے شہر مکہ کا رہنے والا ہوں، اس نے پوچھا، تمہارا تعلق کس قبیلے سے ہے، جواب دیا قبیلہ قریش سے، اس نے پوچھا، تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے، جواب دیا، تجارت، راہب نے اپنے سوالات کے جواب پانے کے بعد خواب کی تعبیر بیان کی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے خواب کو حقیقت بنا کر مشاہدے میں اس طرح لائے گا کہ تمہاری قوم میں ایک نبی کو مبعوث فرمائے گا اور تم اس نبی کے صاحب، معتمد اور مشیر اعلیٰ ہوگے، اور اس کی وفات کے بعد اس کے خلیفہ ہوگے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے اس واقعہ کو پوشیدہ ہی رکھا یہاں تک کہ نبی آخر الزمان ﷺ مبعوث ہوئے، اس وقت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا، اے آقا! آپ کے دعوی نبوت کی دلیل کیا ہے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! وہ خواب جو تم نے ملک شام میں دیکھا تھا، آپ یہ جواب سن کر حضور اقدس ﷺ سے چمٹ گئے، پیشانی پر بوسہ دیا اور سمع و طاعت، استجابت و شہادت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ کہا، اشھد انک رسول اللہ، میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں، ﴿خصاص کبریٰ ۱:۱۰۹﴾ الروض الانف میں اس خواب کی تفصیل کچھ اس طرح ہے، ایک چاند مکہ مکرمہ میں نازل ہوا اور تمام گھروں میں اس کی روشنی پھیل گئی، اس کا ایک ایک ٹکڑا ہر گھر میں گرا، پھر اس کے بعد چاند کے تمام ٹکڑے یکجا ہو گئے اور وہ ماہ تمام بن کر ان کی آغوش محبت میں آ گیا، ایک اہل کتاب نے اس کی تعبیر یہ بتائی کہ جس نبی موعود کے ہم سب منتظر ہیں وہ عنقریب ظاہر ہونے والا ہے، آپ اس کی اطاعت کر کے تمام جہاں میں سعادت مند ہوں گے، ان بشارت سے محسوس ہوتا ہے کہ رحمت ازلی نے اپنے محبوب کی رفاقت و حمایت کیلئے روز ازل ہی سے ان کا انتخاب فرما لیا تھا، چنانچہ انہوں نے بھی تائید ایزدی سے اس کا حق ادا کر دیا، خود پیغمبر اسلام ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

⊙...... میں نے جس کو بھی اسلام کی دعوت دی تو وہ ضرور تشویش اور غور و فکر میں مبتلا ہوا، یہ تو ابو بکر ہے جس نے بغیر کسی تردد اور ہچکچاہٹ کے اسے فوراً قبول کر لیا، ﴿سبل الھدیٰ ۲:۲۰۶، اسد الغابہ ۳:۲۰۶﴾

حضرت علامہ زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے قبول اسلام کے فوراً بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا کیونکہ آپ کو امید واثق تھی کہ

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ نبوت کا اعلان فرمانے والے ہیں، انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ورقہ بن نوفل سے بہت کچھ سنا تھا، ایک روز آپ حکیم بن حزام کے پاس بیٹھے تھے کہ ان کی لونڈی نے آکر خبر دی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ ان کے شوہر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح نبی مرسل ہیں، یہ خبر سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چپکے سے اٹھے اور حضور پر نور ﷺ کے پاس حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گئے، ﴿محمد رسول اللہ ۱:۵۲۲﴾ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں، جب میں نے اسلام قبول کیا تو میرے اسلام قبول کرنے پر پوری وادی مکہ میں رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی خوش نہیں تھا، ﴿اُسد الغابہ ۳:۲۰۸﴾ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت ایسا بھی تھا، میں نے پانچ غلاموں دو عورتوں اور حضرت ابوبکر صدیق کے سوا کسی اور کو نہیں دیکھا ﴿بخاری کتاب المناقب﴾ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کہا ہے ؎

اذا تذکرت شجواً من اخی ثقة
فاذکر اخاک ابا بکر بما فعل
خیر البریه[1] اتقاها و افضلها
بعد النبی و اوفاها بما حملا

---

[1]: حضور نبی کریم ﷺ کے بعد خیر البریہ کا لقب واقعی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے موزوں ہے، آپ بہت خوش شکل اور خوبرو انسان تھے، اسی لئے آپ کو عتیق کا لقب عطا ہوا، امانت، دیانت، اور صداقت میں بھی مظہر رسول تھے، انہی خصال حمیدہ کی وجہ سے آپ کو "ابوبکر" کہا جاتا ہے، سیرت حلبیہ میں ہے کہ ان ابا بکر لم یسجد لصنم قط، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کسی صنم کو سجدہ نہیں کیا، ﴿سیرت نبویہ دحلان﴾ گویا شروع سے ہی توحید پرست تھے، لوگوں میں مشہور تھا کہ ابوبکر تجربہ کار اور معاملہ فہم واقع ہوئے ہیں، ﴿سیرت الرسول از ہیکل ص ۱۸۱﴾

Marfat.com

والثانی التالی المحمود مشهده
و اول الناس منهم صدق الرسلا

جب ترے دل میں کسی بھائی کا ہو نقشِ خیال
یاد کر صدیق اکبر کا کمال بے مثال
عدل میں ، تقویٰ ، فرائض میں، وفا میں با لیقیں
بہترین دوسرا کے بعد ہیں وہ بہتریں
مصطفےٰ کی پیروی کو جاننے والے ہیں آپ
سب رسل کو سب سے پہلے ماننے والے ہیں آپ

(المستدرک ۳:۶۷، مصنف ابن ابی شیبہ ۷:۱۴، فضائل الصحابہ ۱۳۳، مجمع الزوائد ۹:۴۳، الاستیعاب ۳:۹۶۴، طبرانی فی الکبیر ۱۲:۸۹، سنن بیہقی ۶:۳۶۹، سبل الھدیٰ ۲:۴۰۶)

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار بارگاہ رسالت میں پڑھے تو حضور تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بہت مسرور ہوئے ،ان اشعار سے معلوم ہوا کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول فرمایا ، یہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سنے اور انکار نہیں فرمایا ، (مختصر سیرۃ الرسول ص ۱۵۲) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد محترم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ، وہ فرماتے ہیں ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ سے چار باتوں میں سبقت لے گئے ہیں ،اول اظہار اسلام میں ، دوم ہجرت کے وقت رفاقت میں ،سوم غار ثور میں مصاحبت میں اور چہارم نماز کے قائم اور اسکے اظہار میں ، (مدارج النبوۃ ۲:۵۹)

حضرت علی المرتضیٰ کا قبول اسلام:

حضرت ابو طالب کافی عیالدار تھے ،قحط سالی کا دور آیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے ان کا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنی کفالت میں لے لیا، جبکہ اپنے چچا عباس سے کہا کہ آپ جعفر بن ابو طالب کو اپنے ساتھ لے جائیں، عقیل اور طالب اپنے والد بزرگوار کے پاس ہی رہے۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وہ خوش نصیب انسان ہیں جن کو عالم طفولیت ہی سے کاشانۂ رسالت میں پروان چڑھنے کا شرف حاصل ہوا، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ شدید محبت تھی، ان کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام ''علی'' رکھا، ان کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور اپنی زبان رحمت ان کے منہ میں رکھی جسے وہ چوستے ہوئے سو گئے، یہ فیضان نبوت انہیں کم سنی کے عالم میں میسر آ گیا تو باقی زندگی کیوں نہ طہارت و نفاست کی آئینہ دار ہوتی، آپ کی ساری زندگی کا ایک لمحہ بھی کفر اور شرک سے آلودہ نہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو آپ کی عمر مبارک دس سال تھی جیسا کہ امام طبری نے فرمایا ہے، آپ خود فرماتے ہیں: ''میں نے اسلام کی طرف اس وقت سبقت کی جبکہ میں بچہ تھا اور بالغ نہیں ہوا تھا،

﴿مدارج النبوۃ ۲: ۵۸﴾ آپ کے قبول اسلام کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نماز ادا کر رہے تھے، آپ باہر سے آ گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو رکوع و سجود کرتے دیکھا تو حیرت زدہ ہوئے اور چپ چاپ پاس ہی کھڑے رہے، نماز ختم ہوئی تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، سجدہ اس خدا کیلئے ہے جس نے مجھے نبوت کے منصب پر فائز کیا اور حکم دیا کہ لوگوں کو حق کی دعوت دوں، اس تشریح کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خدائے واحد کی پرستش کی اور بت پرستی سے اجتناب کی دعوت دی

Marfat.com

اور چند آیات قرآنی کی تلاوت بھی کی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پران آیات کا بہت زیادہ اثر ہوا اور انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اپنے والدین سے مشورہ کی اجازت دے دیجئے، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رات تو عالم اضطراب میں گزاری اور صبح ہوئی تو آپ نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کیا کہ اس معاملہ میں والدین سے استصواب کی مطلق ضرورت نہیں ہے، میں اسلام قبول کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے جب میری پیدائش کے سلسلے میں ابو طالب کا مشورہ نہیں لیا تو میں خدا کی پرستش کے بارے میں ابو طالب سے رائے کیوں لوں، مردوں ﴿یعنی بچوں﴾ میں سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، ان کے بعد (آزاد شدہ غلاموں میں) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس وقت پوری دنیائے اسلام صرف چار نفوس تک محدود تھی، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا[1] ﴿سیرۃ الرسول ص ۱۸۰﴾

حضرت ابن عفیف کندی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں تجارت پیشہ آدمی تھا، میں حج کیلئے آیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تا کہ ان سے بعض اشیاء خریدوں، جب میں میدان منیٰ میں ان کے پاس تھا کہ ناگاہ ایک عظیم شخصیت قریب ہی نصب شدہ خیمے سے باہر نکلی، سورج کی طرف دیکھا اور نماز شروع کر لی، پھر اس خیمہ سے ایک عورت نکلی، اس نے اس کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دی، پھر ایک نوخیز جوان بھی اسی خیمہ سے نکلا جو بلوغت کے قریب پہنچا ہوا تھا، وہ بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے میں مصروف ہو گیا، میں نے

ا: یہ چار افراد کا شانۂ نبوت سے متعلق تھے جبکہ دیگر افراد میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا لہذا انکی سابقیت اور اولیت پر کوئی حرف نہیں آتا۔

Marfat.com

حضرت عباس سے پوچھا، یہ کون ہیں، انہوں نے کہا یہ میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں، میں نے کہا یہ عورت کون ہے، انہوں نے فرمایا یہ ان کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ بنت خویلد ہیں، میں نے جوان کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا، یہ محمد بن عبداللہ کے چچازاد بھائی ﴿علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ﴾ ہیں، میں نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہیں، انہوں نے کہا یہ نماز پڑھ رہے ہیں، ان کا دعویٰ ہے کہ میں نبی ہوں اور ابھی تک اس دعویٰ کی تصدیق وتائید ﴿خاندان میں سے﴾ صرف ان کی زوجہ اور چچازاد بھائی نے کی ہے، اگرچہ ان کا دعویٰ یہ بھی ہے کہ قیصر وکسریٰ اور ان کے خزائن ان کے ہاتھ آجائیں گے، حضرت عفیف جو کہ اشعث بن قیس کے چچازاد بھائی تھے، اس وقت تو اسلام کے حلقے میں داخل نہ ہوئے مگر بعدازاں اس سعادت سے بہرہ ور ہوگئے، پھر ان کو ہمیشہ یہ حسرت رہی کہ اے کاش میں اس وقت اسلام لاتا اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد دوسرے درجہ پر فائز ہوتا اور ثانی اسلام بن جاتا، ﴿کتاب الوفا ۱: ۲۰۶، اصابہ ۲: ۴۸۷﴾

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پرتو آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابتدائے اسلام میں اپنے والد حضرت ابو طالب کے خوف سے معاملہ پوشیدہ رکھا، آخر ایک دن راز فاش ہوگیا تو انہوں نے پوچھا، بیٹا یہ کیسا دین ہے جو تم نے اختیار کرلیا ہے، آپ نے جواب دیا، اے ابا جان! میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا ہوں اور میں ان کے دین کی تصدیق کرتا ہوں، میں نے ان کی معیت میں نماز ادا کی ہے اور ان کی اطاعت اپنائی ہے، حضرت ابو طالب نے کہا لم یدعک الا الی خیر فالزمہ انہوں نے تمہیں خیر کی دعوت دی ہے تو ان کا دامن رحمت پکڑے رہو، ﴿سیرت ابن ہشام ۱: ۲۶۵﴾ ایک روایت میں ہے کہ

Marfat.com

حضور اقدس ﷺ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر مکہ مکرمہ کی کسی وادی میں جا کر نماز پڑھتے اور شام کو واپس آجاتے، ایک روز حضرت ابوطالب نے بھی دیکھ لیا اور پوچھا، اے بھتیجے! یہ کیسا دین ہے، آپ نے ارشاد فرمایا، اے عم مہربان! یہ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور رسولوں کا دین ہے، یہ ہمارے جد اکرم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا دین ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے بندوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے، آپ اس نصیحت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں لہذا آپ میری دعوت کو قبول کریں، اور میری امداد کریں، انہوں نے جواب دیا، میرے بھتیجے میں اپنے آبا کے دین کو نہیں چھوڑ سکتا لیکن اتنا ضرور ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں اللہ کی قسم کوئی آپ کو تکلیف پہنچانے کیلئے قریب نہیں آئے گا، ﴿سیرت ابن ہشام ۱: ۲۶۵﴾

حضرت زید بن حارثہ کا قبول اسلام:

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کے منہ بولے فرزند تھے، آپ نے حطیم کعبہ میں کھڑے ہو کر ان کے بارے میں یہاں تک فرمایا تھا کہ زید میرا بیٹا ہے، میں اس کا وارث بنوں گا اور یہ میرا وارث بنے گا، ﴿مختصر سیرۃ الرسول ص ۱۵۱﴾ ان کو زید بن محمد کے نام سے پکارا جاتا تھا، حتیٰ کہ قرآن کا حکم آگیا، ان کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف والی چیز ہے، ﴿سورۃ الاحزاب: ۵﴾ انہوں نے سرکار انبیا کرام ﷺ کے حسن اخلاق کی بدولت اپنے حقیقی باپ اور چچا کو چھوڑ دیا تھا، جب بعثت محمدی کا ظہور ہوا تو تمام حالات و واقعات پر ان کی گہری نظر تھی، آپ کا لافانی کردار بھی نگاہوں کے سامنے جگمگا رہا تھا، لہذا اعلان نبوت سنتے ہی حضور تاجدار عرب و عجم ﷺ کی تصدیق کر دی، حضرت معمر کا بیان ہے کہ ہمیں معلوم نہیں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

سے پہلے بھی کوئی شخص اسلام لایا ہے، انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ خبر دی ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے اور اس کے رسول نے بھی اس پر انعام کیا ہے اور ان کا نام لے کر ان کا ذکر کیا ہے، ﴿مختصر سیرۃ الرسول ص ۱۵۱﴾ شارحین فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے آزاد کردہ غلاموں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

اعجازِ سیرتِ رسول ﷺ:

ان قریبی افراد کو دیکھ کر حضور پیغمبر نور ﷺ کی عظیم الشان سیرت کو سارا زمانہ سلام نیاز پیش کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے، کیونکہ کسی بھی انسان کی حقیقت حال سے اسکی بیوی آگاہ ہوتی ہے، وہ جانتی ہے کہ معاشرے میں اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنے والا گھر کی چار دیواری میں کونسی زندگی بسر کر رہا ہے، پھر اس کے بچپن کا ساتھی اور جگری دوست اس کی خامیوں سے آشنا ہوتا ہے، پھر اس کے گھر کا دیرینہ ملازم اسکی کمزوریوں سے واقف ہوتا ہے، اللہ اکبر! کیا شان کردار ہے، حضور احمد مختار ﷺ پر سب سے پہلے یہی قریبی افراد ایمان لائے اور انہوں نے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے تسلیم کیا کہ ان کے کردار میں ایک معمولی سی لغزش بھی موجود نہیں، فرانس کے عظیم دانشور، مورخ اور فلاسفر اور اٹھارویں صدی کے خیالات انقلابی کے داعی والٹیر (Voltaire) نے لکھا ہے No man is hero to his valet، ہر انسان اپنی شرافت اور دلیری، اپنی شہرت اور شجاعت کے نقوش سب سے پہلے ان لوگوں کے اذہان پر ثبت کرتا ہے جو اس کے قریبی نہیں ہوتے۔ جنھوں نے اسکی کمزوریوں اور توانائیوں، اس کے معائب اور محاسن کا بہ چشم خود جائزہ نہیں لیا ہوتا لیکن ختمی

Marfat.com

مرتبت ﷺ کے سلسلے میں تاریخ کا فیصلہ مختلف تھا، یہاں آپ ﷺ پر ایمان لانے والے گھر کے آدمی تھے، عزیز اور دوست تھے، خدمت گزار تھے، بیوی سے زیادہ انسان کے رویوں اور طرز عمل سے کون واقف ہوتا ہے، دوست سے زیادہ اس کے دل و دماغ کی صلاحیتوں اور اخلاقی گراوٹوں پر کس کی نظر ہوتی ہے، خدمتگار سے زیادہ اسکی عادات ستودہ اور اطوار ذمیمہ سے کون خبردار ہوتا ہے، یہی وہ لوگ تھے جو آپ کی رسالت کا اقرار کرتے ہوئے آپ کی دعوتِ انقلاب پر لبیک کہنے والے تھے، انہوں نے مشرکانہ کلچر کی ہر رسم ورواج سے منہ موڑتے ہوئے اس نظام تمدن واخلاق کو اپنا لیا تھا جس کا مآخذ وحی الٰہی تھا اور جس کا بہترین نمونہ رحمۃ للعالمین کی ذات گرامی تھی، کیا ان سابقون اولون نے اسلام کسی مجبوری کے تحت قبول کیا تھا؟ کیا ان پر کسی کا احسان تھا جس کا وہ یوں بدلہ چکانا چاہتے تھے، نہیں، انہوں نے اس طبعی جبریت (Physical Determination) کا پوری طرح مطالعہ کرلیا تھا، جس کے شکنجے میں ان کا پورا معاشرہ جکڑا ہوا تھا، انہوں نے اس نظام تمدن کا بھی جائزہ لیا تھا جس کی بنیاد بت پرستی پر رکھی گئی تھی، اور جس کے سبب ان کی زندگی ثنویت کا شکار ہو چکی تھی، وہ اس سماج کو بھی دیکھ بھال چکے تھے جس نے نسب پرستی اور استخوان فروشی ایسی لعنت کو جنم دیا تھا اور انسانوں کو طبقات میں تقسیم کر رکھا تھا وہ اس نظام پاپائیت کی خرابیوں سے بھی بخوبی آگاہ تھے جس نے مذہب کی آڑ میں سادہ لوح اور غریب لوگوں کا خون چوس لیا تھا، اب انہیں ایک مسیحا نظر آیا تھا جو "پانی کے مٹکوں کو شراب میں تو نہیں بدل دیتا' نہ کوڑھیوں کو ابرص کے روگ سے نجات دلاتا تھا اور نہ ہی مردوں کو دوبارہ زندہ کرتا تھا لیکن اس نے حرمت شراب کا حکم دے کر پوری انسانیت کو غرق مے ناب ہونے سے بچا لیا اور دل کے روگیوں

111171

Marfat.com

اور عقل کے اندھوں کو قلب ونظر کی وسعتیں عطا کیں کہ وہ فطرت کے اشاروں کو سمجھنے اور سمجھانے والے بن گئے اور مردہ زندوں میں وہ روح پھونکی کہ وہ نہ صرف خود ایک عظیم سلطنت کے بانی ہوئے بلکہ دوسروں کو بھی جہانگیری اور جہاں بانی کے گر سکھانے والے بن گئے، ﴿رسول مبین : ۲۷۲﴾ مشہور اسکالر ایڈورگبن نے لکھا ہے کہ دلوں کی تسخیر کے سلسلے میں یہ محبوبِ داورِ محشر کی ابتدائی فتوحات تھیں، بیوی کا خاوند کے دعوائے نبوت کی تصدیق کر دینا، خادم کا سرِ تسلیم خم کر دینا، شاگرد کا بلا چون وچرا سپر ڈال دینا اور ایک مشفق دوست کا بلا تامل نبی مان لینا ایسے واقعات ہیں جو نبوت کی پوری تاریخ میں خال خال نظر آتے ہیں، ﴿تاریخ زوالِ رومہ ۳: ۹۲﴾ مشہور مورخ سر ولیم میور نے لکھا ہے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان لے آنا آنحضور ﷺ کی کامیابی کی ضمانت ہے، ان کا خلوص ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا ہے، ﴿حیات محمد ۲: ۱۰۳﴾

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خاندان بنو امیہ کے چشم وچراغ تھے، اپنی فیاضی، دریا دلی، خوش حالی، خوبصورتی اور اعلیٰ نسبی کی وجہ سے مشہور تھے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے از حد قدر دان تھے اور ان کے حلقہ احباب میں خصوصی مقام رکھتے تھے، حضرت امام ابن عساکر نے ان کا واقعہ لکھا ہے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں صحنِ کعبہ میں موجود تھا، ایک شخص نے خبر دی، حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ابو لہب کے بیٹے عتبہ سے کر دیا ہے، چونکہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بہت حسین خاتون تھیں اس لئے میرے دل میں یہ حسرت پیدا ہوئی کہ میں نے کیوں نہ ان کی طرف

Marfat.com

سبقت کی، کچھ دیر بعد میں گھر چلا گیا، وہاں میری خالہ بیٹھی ہوئی تھی جو کاہنہ تھی، اس نے مجھے کہا، اے عثمان! تمہیں بشارت ہو کہ تم پے در پے تین بار عزت و توقیر سے نوازے جاؤ گے، پھر تین بار اور پھر تین بار، اس کے بعد مزید ایک بار تاکہ دس باریاں پوری ہو جائیں، تمہارے پاس خیر آئی اور تم شر سے محفوظ رہے، اللہ جانتا ہے کہ تمہارا نکاح ایک حسین دوشیزہ سے ہوگا کیونکہ تم خود کنوارے ہو تو تمہیں دوشیزہ ہی ملے گی، وہ خاتون ایک عظیم المرتبت کی لخت جگر ہے، تم نے اسے حاصل کر لیا، میں نے اپنی خالہ کی پیش گوئی پر تعجب کیا، اے خالہ تم کیا کہہ رہی ہو، اس نے کہا، اے عثمان! تم صاحب جمال بھی ہو اور اہل زبان بھی، تم صاحب برھان، حامل تنزیل وفرقان، پیغمبر برحق ﷺ کے سپرد ہو جاؤ، ایسا نہ ہو کہ بت تمہیں فریب زدہ کر دیں، میں نے کہا، اے خالہ تم ایسی بات کر رہی ہو جس کا ہمارے شہر میں کوئی چرچا نہیں، اس نے کہا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان پر کتاب نازل فرمائی ہے، وہ کتاب اللہ کی طرف بلاتے ہیں، ان کی شمع ہدایت حقیقت میں شمع ہے، ان کا دین فلاح ہے، ان کا حکم ماننے میں نجات ہے، ان کا زمانہ جنگ و جدال کا زمانہ ہے، یہ تمام سرزمین ان کے زیر فرمان ہے، اگرچہ جہاد میں کفار قتل ہوں، تلواریں کھینچی جائیں، نیزے بلند کئے جائیں لیکن چیخنا چلانا کچھ نفع نہ دے گا، پس یہی بہتر ہے کہ تم خود کو ان کی سپردگی میں دے دو، اس کے بعد میں پلٹ آیا اور خالہ کی باتیں میری لوح دل پر کندہ ہو گئیں، میں اپنے اچھے دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور خالہ کی باتوں کا تذکرہ کیا تو انہوں نے نہایت مخلصانہ انداز میں فرمایا، اے عثمان تم ایک سمجھدار اور سلیم الطبع شخص ہو، بیشک وہ تمہیں حق کی طرف متوجہ کرنے والی حق شناس خاتون ہیں، حضور اکرم ﷺ کے بارے میں ان کی

Marfat.com

اطلاع درست ہے، اگر تم ان کی دعوت وہدایت کو سننا چاہتے ہو تو چلو، میں نے کہا، ضرور، پھر میں حضور اکرم ﷺ کے دربار گوہر بار میں آیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا، اے عثمان! اللہ تمہیں جنت کی طرف بلاتا ہے اور میں اس کا رسول ہوں، حضرت عثمان غنی فرماتے ہیں، خدا کی قسم! جب میں نے آپ کا کلام سنا تو بے اختیار ہو گیا اور اسی وقت اسلام قبول کر لیا، کچھ عرصے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی نور چشم حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے میرا نکاح ہو گیا، اس وقت لوگ کہا کرتے تھے، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جوڑا کتنا اچھا ہے، اسی طرح میری خالہ کی پیش گوئی پوری ہو گئی، ﴿خصائص کبری ۱:۳۱۴﴾

حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا شمار بھی مکہ کے دولتمند اور فیاض انسانوں میں ہوا کرتا تھا، آپ بہت خوبصورت تھے، آپ نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تحریک وترغیب پر اسلام قبول کیا لیکن اس کے پیچھے کچھ اور بھی محرکات کارفرما تھے، حضرت امام ابن عساکر نے حضرت عبد الرحمٰن بن حمید کے دادا سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کی بعثت کے سال اول میں یمن کا سفر کیا اور عسقلان حمیری کے پاس قیام کیا، وہ بہت بوڑھا اور کمزور تھا، اسے ثقل سماعت بھی تھا، اس کی اولاد کا سلسلہ طویل تھا، صبح کو اسے مسند پر بٹھایا گیا اور سب بیٹے، پوتے اور پڑپوتے سلیقے کے ساتھ اس کے روبرو بیٹھ گئے، مجھے بھی مہمان کی حیثیت سے بٹھایا گیا، حمیری بزرگ نے مجھے کہا، اے قریشی مہمان! اپنا نسب تو بیان کرو، میں نے دوبارہ سلام کیا اور کہا، میرا نام عبد الرحمٰن ہے، میں عوف بن عبد عوف بن عبد الحارث بن زہرہ کا بیٹا ہوں، اس نے کہا' اے

Marfat.com

معزز زہری مہمان! بس کافی ہے، باقی سے میں خود واقف ہوں، میں نے کہا ضرور بتائیے، اس نے کہا میں تمہیں تعجب میں ڈالنے والی اور شوق و رغبت پیدا کرنے والی بشارت سناتا ہوں، گزشتہ ماہ تمہاری قوم میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے، جس کے خصائل پسندیدہ ہیں، اس پر کتاب نازل ہوئی ہے اور اس کیلئے ثواب مقرر کیا گیا ہے، وہ اصنام پرستی سے روکتا ہے اور اسلام کی طرف بلاتا ہے، اس نے کہا، وہ بنی ہاشم سے ہے اور تم لوگ اس کے ننھالی ہو، تم قیام کو مختصر کرو اور جلد لوٹ جاؤ، اسی نبی مبعوث سے تعاون کرو، اس کی تصدیق کرو اور میرے ان اشعار کو اس کی بارگاہ میں پیش کردو ۔

اشهد بالله ذی المعالی ۔ و فالق الليل و الصباح
انک فی السرومن قریش ۔ یا ابن المفدیٰ من الذباح
ارسلت تدعوالٰی یقین ۔ ترشد للحق والفلاح
اشهد بالله رب موسیٰ ۔ انک ارسلت بالبطاح
فکن شفیعی الی ملیکٍ ۔ یدعوالبرایاالی الفلاح

ترجمہ: میں اللہ کی گواہی دیتا ہوں جو بلندیوں والا ہے اور سلسلہ روز و شب کو قائم رکھنے والا ہے، بیشک آپ جواں مردی میں قریش ہیں اور اسکے فرزند ہیں جس کا ذبیحے سے فدیہ دیا گیا، آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، آپ یقین، حق اور فلاح کا راستہ دکھاتے ہیں، میں اللہ کی گواہی دیتا ہوں جو موسیٰ کا رب ہے، بلا شبہ آپ بطحا میں رسول بن کر تشریف لائے ہیں، اے اللہ کے رسول! آپ اللہ کی بارگاہ میں

Marfat.com

شفاعت فرمایئے جو لوگوں کو فلاح کی طرف بلاتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: میں نے اشعار کو یاد کرلیا اور اپنی ضروریات جلد از جلد پوری کر کے مکہ مکرمہ لوٹ آیا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور تبادلہ خیال کیا تو انہوں نے فرمایا، وہ حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تم ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جاؤ، چنانچہ میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مجھ پر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور کہا: تم میرے لئے ایک امانت لے کر آئے ہو، کسی بھیجنے والے نے تمہیں پیغام کے ساتھ بھیجا ہے، جو کچھ ہے بیان کرو، مجھے اپنے میزبان اور بوڑھے حمیری کا پیغام یاد آ گیا، میں نے آپ کی خدمت میں اسکے ارادت مند اشعار پڑھے جو دراصل اس کے والہانہ جذبات تھے اور شعر و نغمہ میں اپنی پر زور کیفیت کی وجہ سے ڈھل گئے تھے، اس کے ساتھ ہی میں نے اسلام قبول کرلیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معمر حمیری خاص مومنین میں شامل ہے، چونکہ ایسے لوگ جنھوں نے مجھے اپنی چشم سر سے نہیں دیکھا مگر میری تصدیق کی، مجھ پر ایمان لائے اور انہوں نے میری محبت میں اپنی آنکھوں کو پرنم اور دلوں کو داغدار کر لیا وہ میرے سچے بھائی ہیں، ﴿خصائص کبریٰ ۱: ۲۶۳﴾

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلب کے لخت جگر، ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے، قریش کے نوخیز جوان حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے بارہ یا پندرہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، آپ کے چچا نے ظلم و تشدد کی انتہا کر دی، وہ آپ کو چٹائی میں لپیٹ کر رسی باندھتا اور نیچے دھواں

Marfat.com

چھوڑ دیتا تا کہ اس وحشتناک سزا سے دلبرداشتہ ہو کر دامن اسلام سے خارج ہو جائیں مگر آپ پورے عزم واستقامت سے جواب دیتے، اللہ کی قسم میں کبھی کفر کی طرف نہیں آؤں گا، آپ نے قدم قدم پر اسلام کیلئے بیش بہا قربانیاں پیش کیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے فرمایا کہ زبیر میرا حواری ہے، ان کے قبول اسلام میں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ وتحریک کا اثر نمایاں تھا، ان کی شادی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے انجام پائی جس کے بطن اطہر سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جیسے فرزند اسلام نے جنم لیا۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام :

عشرہ مبشرہ کے رکن دلآراء طلحۃ الخیر اور طلحۃ الجود کے القاب سے مشرف، عظیم جانثار شمع نبوت، حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سعی مشکور کی برکت سے مشرف بہ اسلام ہوئے، ان کا واقعہ بھی بہت ایمان افروز ہے، حضرت امام ابن سعد اور حضرت امام بیہقی نے روایت کی ہے، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بصریٰ کے بازار میں گیا ہوا تھا، وہاں کے صومعہ کے راہب کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ان نووارد سوداگروں سے پوچھو کہ ان میں کوئی حرم مکہ کا رہنے والا ہے، میں نے جواب دیا، جی ہاں، میں حرم مکہ کا رہنے والا ہوں، راہب نے پوچھا، کیا سرزمین حرم میں احمد نے ظہور کیا ہے اور وہ آخری نبی ہیں، ان کے ظہور کا مقام حرم ہے اور ہجرت کی جگہ نخلستانی، پتھریلی اور شور کی زمین ہے، تمہیں چاہئے کہ ان پر ایمان لانے میں سبقت کرو، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ پر راہب کی بات کا اثر ہوا، میں نے مکہ مکرمہ میں آکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو راہب کا بیان سنایا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے ساتھ ہو گئے، پھر ہم رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور وہاں انہوں نے سارا واقعہ بیان کیا جسے سن کر آپ بہت مسرور ہوئے، اس طرح میں نے اسلام قبول کر لیا، ﴿خصائص کبریٰ ۱: ۲۵۸، سیرت حلبیہ ۱: ۲۶۵﴾ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام سے نوفل بن عدویہ کو بہت تکلیف ہوئی، اس نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما کو ایک رسی سے باندھ دیا، اسی وجہ سے ان دونوں حضرات گرامی کا لقب عام طور پر ''قرینین'' پڑ گیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

فاتح ایران، فارس الاسلام، مجاب الدعوات، محبوب سید المرسلین، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ترغیب و تحریک پر مسلمان ہوئے، حضرت امام ابن ابی الدنیا اور حضرت امام ابن عساکر نے انہی سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے قبول اسلام سے تین روز قبل ایک خواب دیکھا، میں ایک تاریک ماحول میں ہوں، دفعتاً مجھے چاند کی روشنی نظر آئی، میں اس روشنی کے پیچھے چلا اور دیکھا کہ کچھ لوگ اس روشنی تک پہنچنے میں سبقت حاصل کر چکے ہیں، میں ان لوگوں کے نزدیک ہوا تو پہچان لیا، ان میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نظر آئے، میں نے ان حضرات سے دریافت کیا کہ تم اس جگہ کب آئے، انہوں نے جواب دیا، ہم چاند کے روشن ہوتے ہی اس تک پہنچ گئے تھے، پھر کچھ ہی دن ہوئے تھے کہ میں نے اجیاد کی وادی میں حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کی اور پوچھا کہ آپ کی دعوت کیا ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی توحید اور میری رسالت کی دعوت، میں نے اس کو قبول کیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر داخل اسلام ہو گیا،

Marfat.com

﴿خصائص کبریٰ ۱:۳۰۶﴾ حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا، جس روز میں نے اسلام قبول کیا اس روز اور کوئی مسلمان نہیں ہوا، بلکہ سات روز تک میں اسلام میں تیسرا شخص رہا، ﴿بخاری کتاب المناقب﴾ آپ کی والدہ بہت سخت خاتون تھی، اسے معلوم ہوا کہ اس کا فرزند حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کرم سے وابستہ ہو چکا ہے اور اسکے باطل معبودوں کے خلاف علم بغاوت بلند کر رہا ہے تو اس نے عہد کیا کہ جب تک وہ آبائی دین میں واپس نہیں آئے گا، وہ کھانا اور پینا اور سائے میں بیٹھنا چھوڑ دے گی، اسے یقین کامل تھا کہ اس کا فرزند اسکی یہ اذیت گوارا نہ کر سکے گا، والدہ کے چہرے پر نقاہت کے آثار ظاہر تھے، کمزوری میں شدت آ رہی تھی، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے والدہ کی ضد دیکھ کر کہا، اے ماں! اللہ کی قسم اگر تیری سو جانیں بھی ہوں اور وہ باری باری ہلاک ہوتی رہیں تو میں پھر بھی دین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑ سکتا، اب تیری مرضی ہے، کھاؤ یا نہ کھاؤ، آپ فرماتے ہیں: فلما رات ذالک اکلت، میرا یہ عزم دیکھ کر اس نے کھانا کھا لیا، ﴿سیرت نبویہ دحلان ۱:۱۸۸﴾

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر جان مال اولاد سے پیارا

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت امام احمد اور حضرت امام ابن سعد نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں تشریف فرما تھے کہ سامنے سے حضرت عثمان بن مظعون کا گزر ہوا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آواز دی، وہ آئے تو انہیں بیٹھ جانے کا حکم دیا، اتنے میں

Marfat.com

آپ پر وحی الٰہی کا نزول شروع ہو گیا، حضرت عثمان بن مظعون حیرت و استعجاب سے دیکھتے رہے، جب آپ کی حالت بحال ہوئی تو انہوں نے پوچھا، آپ کے چہرے کا رنگ متغیر تھا اور نگاہ ایک خاص زاویہ پر جمی رہی پھر اوپر کو اٹھی جیسے کسی جانے والے کا تعاقب کر رہی تھی، آپ نے فرمایا: ابھی حضرت جبریل علیہ السلام آئے تھے، حضرت ابن مظعون نے پوچھا، انہوں نے آپ سے کیا کہا، آپ نے فرمایا، انہوں نے یہ پیغام خداوندی پہنچایا ہے، ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتای ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون ○ بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا اور رشتہ داروں کو کچھ عطا کرنے کا، اور وہ روکتا ہے بے حیائی سے اور برائی سے اور سرکشی سے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم دھیان کرو، ﴿سورۃ النحل: ۹۰﴾ حضرت ابن مظعون فرماتے ہیں کہ اسی وقت سے میرے دل میں اسلام کی محبت اور منزلت پیدا ہو گئی، ﴿خصائص کبریٰ ۱: ۳۲۵﴾

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت امام ابن سعد اور حضرت امام بیہقی نے حضرت عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ متقدمین اسلام سے تھے، ان میں قبول اسلام کا جذبہ پیدا ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ جہنم کے کنارے کھڑے ہیں، پھر انہوں نے جہنم کی وسعت بیان کی جس کو خدا ہی خوب جانتا ہے، انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کے والد انہیں جہنم میں دھکیل رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخول جہنم سے روک رہے ہیں، وہ خوف زدہ ہو کر بیدار ہوئے اور کہا کہ یہ خواب برحق ہے، پھر وہ حضرت ابو بکر

Marfat.com

صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا تو آپ نے جواب دیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری بھلائی کے خواستگار ہیں، تم ان سے رجوع کرو، پس وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا، آپ کس امر کی دعوت دیتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں کہ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، تم جن پتھروں کی پرستش میں مبتلا ہو اس سے باز آجاؤ، کیونکہ وہ پتھر نہ سن سکتے ہیں، نہ وہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، اور نہ نفع دے سکتے ہیں، وہ تو اتنا بھی نہیں جانتے کہ ان کی پوجا کون کرتا ہے اور کون نہیں، یہ سن کر حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے، جب ان کے والد کو معلوم ہوا تو اس نے طرح طرح سے سختیاں کیں، ان کو ڈرایا کہ آج سے تمہیں کھانے اور پینے کو کچھ نہیں دوں گا، حضرت خالد نے فرمایا مجھے تمہارے رزق کی کوئی پرواہ نہیں، اللہ مجھے اتنا رزق عطا کرے گا کہ میں اس سے زندگی گزار لوں گا اور تم سے کوئی سوال نہیں کروں گا۔ ﴿خصائص کبریٰ، ۱: ۳۰۴، سیرت نبوی لابن کثیر ۱: ۴۴۵﴾

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ سے ایک اور خواب بھی منقول ہے، انہوں نے دیکھا کہ آب زم زم کے کنویں سے ایک نور خارج ہوا ہے جس سے وادی ام القریٰ چمک اٹھی ہے اور مدینہ طیبہ کے نخلستان تاب ناک ہو گئے ہیں، ان کے بھائی عمرو بن سعید نے تعبیر بتائی کہ یہ امر عظیم حضرت عبدالمطلب کے خاندان سے ظاہر ہوگا، پھر سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم سے بات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ نور میری ذات ہے، یہ واقعہ کتاب الوفا، خصائص کبریٰ اور دیگر کتب سیرت میں موجود ہے، یہ واقعہ ہم قدرے تفصیل کے ساتھ لکھ چکے ہیں۔

Marfat.com

حضرت عمیر بن حبیب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت ابن ابی الدنیا، حضرت امام بیہقی اور حضرت امام ابونعیم نے حضرت امام شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مجھ سے جہنیہ کے ایک شیخ نے بیان کیا، زمانہ جاہلیت میں ایک شخص تھا، اس کا نام عمیر بن حبیب تھا، وہ اتنا بیمار ہوا کہ اس پر بیہوشی کا غلبہ طاری ہوگیا، ہم نے اسے مُردہ سمجھ کر اوپر چادر ڈال دی اور قبر کھودنے کا انتظام کر دیا، ابھی ہم اس کے پاس ہی بیٹھے تھے کہ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا، میں جس حالت سے واپس ہوا ہوں، اس کو تم دیکھ رہے تھے، مجھ پر بیہوشی طاری تھی، اسی حالت میں مجھ سے کہا گیا کہ تجھ پر تیری ماں روئے کیا تو نہیں دیکھتا کہ تیری قبر کھودی گئی اور قریب تھا کہ تیری ماں تجھ پر روتی اور کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ ہم نے اس قبر کو تیرے سوا دوسرے شخص کیلئے بدل دیا اور اس قصل نامی شخص کو اس میں رکھ کر پتھروں سے بھر دیا، کیا اب تو اسی نبی مبشر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے گا اور اپنے رب کے ساتھ شکر و سپاس اور ابنائے نوع کے ساتھ صلہ رحمی اختیار کرے گا اور مشرب ضلالت اور مشرکانہ جہالت کو چھوڑ دے گا، میں نے پر اخلاص انداز سے عرض کیا، ہاں ضرور ایمان لاؤں گا، لہذا مجھے چھوڑ دیا گیا ہے، لوگوں نے اس واقعہ عجیب کے بعد قصل نامی شخص اور اس کے حالات دریافت کرنے کیلئے ایک جماعت کو بھیجا تو معلوم ہوا کہ وہ واقعی مر چکا ہے اور اسی گڑھے میں اس کو دبا دیا گیا ہے، حضرت عمیر بن حبیب رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہے، یہاں تک کہ عہد رسالت آیا تو حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ (ایضا: ۱۰۸)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت امام ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں اپنی نوعمری میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا، ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے نوجوان! کیا ہمیں دودھ پلاؤ گے، میں نے عرض کیا، دودھ تو ہے لیکن میں امانتدار ہوں، آپ نے فرمایا، کوئی ایسی بکری ہے جو دودھ کے قابل نہ ہوئی ہو، میں نے عرض کی، ہاں، پھر میں نے ایک بکری آپ کی خدمت میں پیش کردی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے رسی سے جکڑا اور آپ نے اس کی کھیری کو پکڑ کر دعا کی تو اسی وقت دودھ سے بھر گئی، آپ نے اسے دوہا اور دودھ مجھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا، پھر خود نوش فرمایا، اس کے بعد اس کھیری کو حکم دیا کہ سکڑ جا تو وہ پہلے کی طرح سکڑ گئی، یہ شان اعجاز دیکھ کر میں نے اسلام قبول کرلیا، میں نے عرض کی حضور! مجھے کچھ علم عطا کیجئے، آپ نے میرے سر پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا، اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے، تم ایک تعلیم یافتہ نوجوان ہو، ﴿سیرت حلبیہ ۱:۲۶۶، سیرت نبویہ ۱:۴۴۴﴾ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے برکت آثار کا فیضان تھا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے، یہ ساری زندگی آپ کی خدمت خاص پر مامور رہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مقدس کو سنبھالنے کا فریضہ ان کے ذمے تھا، انہیں جنت کی خوشخبری بھی حاصل ہوئی،[1]

---

[1]: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ فقہ انہی کے ساتھ جاملتا ہے، آپ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے شاگرد تھے، آپ نے انہیں کی روایات پر اپنی فقہ اور اجتہاد کی بنیاد رکھی، گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ فقہ حنفی دراصل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وساطت سے پہنچنے والے آثار نبوت کا نام ہے۔

Marfat.com

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا نام لبوں پر آتے ہی عشق و مستی کی دنیا پر ایک وجدان طاری ہو جاتا ہے، آپ بھی متقدمین اسلام میں شامل ہیں، آپ کے قبول اسلام کا کوئی مستند واقعہ کتابوں میں دکھائی نہیں دیتا، گمان غالب ہے کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعلیمات اور ارشادات سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے تھے کیونکہ آپکا آقا امیہ بن خلف جمحی بنو جمح کے جس محلے میں قیام پذیر تھا اسی محلے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رہائش گاہ تھی، آپ بھی اس کے ہمراہ وہاں رہا کرتے تھے، ایک انگریز مورخ ایچ اے ایل گریگ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ پر کتاب رقم کی ہے، اس میں سے ایک واقعہ پیش خدمت ہے، حضرت بلال فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی بار دیکھا تھا لیکن آج تک ان سے کوئی بات نہیں کی تھی، عکاظ کے میلے کے بعد جب قافلے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے تو مکہ مکرمہ سکڑ جاتا، گلیوں میں وہی پہچانے ہوئے چہرے نظر آنے لگتے، کچھ مجھے غلام سمجھ کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے اور کچھ پہچانتے تو تھے مگر ایک غلام کے ساتھ رسم وراہ رکھنے کے روادار نہیں تھے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے مختلف تھے، وہ جب بھی میرے پاس سے گزرتے مجھے محبت کے انداز سے مسکرا کر دیکھتے، وہ مجھے بہت اچھے لگتے تھے، وہ پہلے درجے کے انسانوں میں شامل تھے مگر دوسروں کی طرح مجھے نچلے درجے کا انسان نہیں سمجھتے تھے، اپنی جماعت کے انسانوں میں واحد انسان تھے جنکی مسکراہٹ کو میں نے اپنے لئے محسوس کیا تھا، میرا دل کہتا تھا، اگر وہ کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہے تو یقیناً ایک ہی ہوگا، اگر وہ کہتے ہیں میں اللہ کا رسول ہوں تو واقعی وہ اللہ کے رسول ہوں گے، یہ ساری سوچ میرے لاشعور میں تھی، ایک

Marfat.com

رات میرا آقا اُمیہ بن خلف غلام خانے میں آیا اور اس نے براہ راست مجھے سوال کیا، سچ بتاؤ کہ تمہارا معبود کون ہے؟ میں نے فوراً کہہ دیا حضرت محمد ﷺ کا معبود ہی میرا معبود ہے، میں اس دیدہ دلیری کی سزا سے بے خبر نہیں تھا مگر یوں لگتا تھا کہ میرے اندر طاقت کا ایک سیلاب اُمڈ آیا ہے جس کے سامنے اُمیہ اور اس جیسے خس و خاشاک سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے، امیہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کی دھمکیاں دیتا ہوا غلام خانے سے نکل گیا، مجھے وہ اس وقت ایک بے بس بچہ لگ رہا تھا جس کا کوئی کھلونا ٹوٹ گیا ہو، اس کے بعد عبرتناک سزاؤں کا دور شروع ہو گیا، لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لبوں سے احد احد کی صدائیں نکلتی رہیں، وہ ایک کوہ گراں کی طرح طوفانِ کفر کے سامنے ڈٹے رہے، بالآخر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر اسلام اور پیغمبر اسلام کیلئے آزاد کر دیا، اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غلام بے نوا کا قبول اسلام صرف اور صرف اس پیکر حسن کے تبسم جانفزا کا نتیجہ ہے جس کی چمک سے اور بھی تاریک روحوں کو نور ہدایت نصیب ہوا تھا، جس کی مہک سے اور بھی اجڑے ہوئے دیاروں میں بہار جاوداں پیدا ہوئی تھی ۔

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑے
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابو قرحانہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت شیخ احمد بن احمد بن سلامہ نے ان کے قبول اسلام کا ایمان افروز واقعہ اس طرح رقم فرمایا ہے، وہ فرماتے ہیں، میں اپنی والدہ اور خالہ کے پاس

Marfat.com

رہتا تھا اور بکریاں چرایا کرتا تھا، میری خالہ مجھے اکثر کہا کرتی تھی کہ بیٹا حضور اکرم ﷺ کے قریب نہ جانا، وہ تمہیں اغوا کرلیں گے مگر میں اپنی بکریوں کو چراگاہ میں چھوڑ کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جاتا اور سارا دن آپ کی باتیں سنا کرتا تھا، مجھ سے خالہ نے کہا کہ کیا وجہ ہے بکریوں کے تھن خشک ہیں، میں نے کہا مجھے کوئی علم نہیں، ایک دن میں مسلمان ہو گیا اور آپ کی خدمت اقدس میں اپنی خالہ کی بات عرض کی اور بکریوں کا حال بھی بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا، اپنی بکریاں میرے پاس لاؤ، چنانچہ میں انہیں آپ کے پاس لے گیا، سرکار دوعالم ﷺ نے ان بکریوں کے تھنوں اور پشتوں پر اپنا دست اقدس پھیرا اور اس میں برکت کی دعا کی تو وہ دودھ اور مکھن سے بھر گئیں، اب میری خالہ نے کہا بیٹے! بکریوں کو ایسے ہی چرایا کرو، میں نے اپنی والدہ اور خالہ کو اپنے مسلمان ہونے کا واقعہ بتایا تو وہ بھی مسلمان ہو گئیں، ﴿نوادر القلیوبی ص ۳۹۸﴾

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ بہت زیادہ جانثار صحابی تھے، ان کا والد کسریٰ ایران کا ملازم تھا، جب رومی لشکر نے ایران پر حملہ کیا تو یہ بچپن کی عمر میں قیدی بنا لئے گئے تھے، ان کی پرورش روم میں ہوئی، اسی لئے ان کو ''رومی'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، ذرا جوان ہوئے تو عرب کے گروہ نے انہیں خریدا اور بازار عکاظ میں لا کر عبداللہ بن جدعان کے ہاتھ فروخت کر دیا، حضور اقدس ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد ایک دن دربار نبوت کے قریب ہی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا، اے صہیب کہاں کا ارادہ ہے، آپ نے فرمایا، حضور نبی کریم ﷺ کی گفتگو سننے کیلئے آیا تھا، آپ کی

Marfat.com

خدمت اقدس میں حاضر ہونا چاہتا ہوں، حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا، میرا بھی یہی ارادہ ہے، پھر دونوں حاضر دربار کرم ہوئے تو صاحب کرم ﷺ نے خوش آمدید کہا، حضور نبی پاک ﷺ نے دونوں کے سامنے قرآن پاک کی چند آیات کی تلاوت فرمائی اور اسلام کی روشن تعلیمات سے روشناس کروایا، آپ کی نورانی گفتگو سن کر دونوں کے دل کی دنیا میں انقلاب برپا ہوگیا، پھر دونوں حلقہ بگوش اسلام ہوگئے، رات کو چھپ چھپا کر اپنے گھر پہنچے تو حضرت عمار کی والدہ نے پوچھا، تم سارا دن کہاں رہے ہو، انہوں نے صاف بتا دیا کہ میں نے حضور محمد مصطفےٰ ﷺ کی غلامی قبول کر لی ہے اور دین اسلام میں داخل ہوگیا ہوں، پھر انہوں نے اپنے والدین کے سامنے اسلام کی تعلیمات پیش کیں اور قرآن پاک کی چند آیات بھی تلاوت کیں جو انہوں نے آج ہی یاد کر لی تھیں، وہ دونوں بھی ازحد متاثر ہوئے اور اسی وقت اسلام کے دائرے میں داخل ہو گئے، حضرت عمار کے والد کا نام یاسر اور والدہ کا نام سمیہ ہے، انہوں نے اسلام کی خاطر ظلم وتشدد کے ایسے ایسے پہاڑ برداشت کئے کہ عزم واستقامت کی تاریخ آج بھی صدائے آفرین بلند کر رہی ہے۔

حضرت حصین رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت عمران رضی اللہ عنہ کے والد حضرت حصین رضی اللہ عنہ بہت زیادہ عقلمند انسان تھے، ان کا فرزند عمران تو پہلے ہی مسلمان ہو چکا تھا، اب قدرت الٰہی ان کیلئے راستہ ہموار کر رہی تھی، ہوا کچھ یوں کہ قریش مکہ نے ان سے کہا کہ آپ عقلمند انسان ہیں، آپ چل کر حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے ساتھ گفتگو کریں، چنانچہ انہوں نے حامی بھر لی، جب حضور اقدس ﷺ کے دربار نبوت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے

Marfat.com

حاضرین مجلس سے فرمایا، اپنے سردار کیلئے جگہ کو کشادہ کردو، گفتگو شروع ہوئی تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا، اے حصین! تم کتنے معبودوں کی عبادت کرتے ہو، انہوں نے کہا، سات معبود زمین پر ہیں اور ایک معبود آسمان والا ہے، آپ نے فرمایا، تکلیف کے وقت کس معبود کو پکارتے ہو، انہوں نے کہا، اس ایک معبود کو جو آسمان والا ہے، آپ نے فرمایا، افسوس کی بات ہے تمہاری پکار تو آسمان والا معبود سنتا ہے اور وہی اکیلا تمہیں تکلیف سے نجات دیتا ہے لیکن جب عبادت کا وقت آتا ہے تو زمین کے معبودوں کو شامل کر لیتے ہو، کیا تمہیں یہ شرک پسند ہے، اے حصین! اسلام قبول کرلو، خدا تعالیٰ کے عذاب سے بچ جاؤ گے، آپ کی نورانی گفتگو سے دل کے تاریک پردے اتر گئے اور انہوں نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا، ان کا بیٹا عمران تو بہت ہی زیادہ خوش ہوا، اس نے اٹھ کر اپنے خوش نصیب باپ کے سر، ہاتھ اور پاؤں کو چوم لیا، حضور اقدس ﷺ کی چشمان مبارک بھی رحمت بھرے آنسوؤں سے لبریز ہوگئیں، جب وہ واپس جانے لگے تو آپ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا، **شیعوہ الی منزلہ،** ان کو ان کی منزل تک چھوڑ آؤ، حضرت حصین کی قوم کے افراد باہر ان کا انتظار کر رہے تھے، وہ سمجھ گئے کہ یہ عقلمند انسان اب معبودان باطلہ کی قید سے آزاد ہو چکا ہے، ﴿سیرت حلبیہ ۱:۲۶۹﴾

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا نام جندب بن جنادہ تھا، آپ فطرت سلیم کے مالک تھے، بعثت نبوی سے تین سال پہلے نماز ادا کیا کرتے تھے، جدھر خدا تعالیٰ چاہتا تھا اُدھر چہرہ کر کے کھڑے ہو جاتے اور معبود برحق کی حمد وثنا کر کے قلب بیقرار کو تسکین پہنچا لیتے، ایک دن آپ کو اطلاع موصول ہوئی کہ مکہ مکرمہ

Marfat.com

میں ایک پیغمبر برحق مبعوث ہوا ہے، آپ نے اپنے بھائی انیس بن جنادہ کو بھیجا، وہ بہت اچھے شاعر تھے، جب وہ واپس آیا تو اس نے بتایا کہ میں نے ایک ایسے شخص عظیم کو دیکھا ہے جو نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے، اس کا دعویٰ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اس شخص عظیم کے بارے میں لوگوں کا کیا خیال ہے، اس نے بتایا کہ لوگ اسے کاہن، شاعر اور ساحر کہتے ہیں لیکن اللہ کی قسم وہ سچا ہے اور لوگ غلط کہتے ہیں، آپ نے کہا، اے بھائی! تم میرے اہل وعیال کا خیال رکھنا، میں بھی اس شخص عظیم کا دیدار کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ آپ حرم مکہ میں آ گئے، ایک روایت ہے کہ آپ تیس دن کعبہ مشرفہ کے صحن میں رہے اور آب زم زم سے غذا حاصل کرتے رہے، فرماتے ہیں، ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صحن کعبہ میں داخل ہوئے، طواف فرمایا اور نماز ادا کی، میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ''السلام'' والاسلام کہا، آپ نے جواب دیا، وعلیک ورحمۃ اللہ، آپ نے پوچھا، تم کس قبیلہ سے ہو، میں نے عرض کیا، غفار سے، آپ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ لیا، پھر پوچھا، کتنے دنوں سے آئے ہو، میں نے عرض کیا، تیس دن رات ہو چکے ہیں، آپ نے پوچھا، کھانا کون کھلاتا ہے، میں نے عرض کیا، صرف آب زم زم کی خوراک ہے، جس سے میں موٹا ہو گیا ہوں اور بھوک کا احساس تک نہیں رہا، آپ نے فرمایا، آب زم زم بڑی برکت والا پانی ہے، یہ ایک مکمل غذا ہے، پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے ساتھ لے گئے اور طائف کے چھوہاروں سے تواضع کی، یہ مکہ مکرمہ میں میرا پہلا کھانا تھا، آپ سے دوسری ملاقات ہوئی تو فرمایا، میں ارض نخلستان کی جانب ہجرت کرنے والا ہوں، تم اپنی قوم کو دعوت حق دو، چنانچہ میں واپس آ گیا تو بھائی نے پوچھا، آپ اتنی دیر کیوں

Marfat.com

لگا کر آئے ، میں نے کہا، میں نے اس رسول برحق کی تصدیق کر دی ہے، بھائی پہلے ہی اسلام لا چکا تھا، پھر ہم دنوں کے کہنے پر والدہ بھی مسلمان ہوگئی، ہم نے مل جل کر اہل قبیلہ کو دعوت حق شروع کی تو ہجرت مدینہ سے پہلے آدھا قبیلہ اسلام لا چکا تھا، باقی لوگ ہجرت کے بعد اسلام میں داخل ہو گئے، ہماری طرف دیکھ کر بنو اسلم نے بھی اسلام قبول کر لیا، حضور اقدس ﷺ نے دعا فرمائی، غفار، غفر الله واسلم سالمها الله، اللہ تعالیٰ بنوغفار کی مغفرت کرے اور بنو اسلم کو سلامت رکھے، ﴿ملخصاً دلائل النبوۃ لابی نعیم ص ۲۲۴﴾ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اسلام لانے کے فوراً بعد کفار مکہ کے پاس آئے اور بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھا، کفار مکہ نے آپ کو اتنا مارا کہ آپ بیہوش ہو گئے، حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما نے آگے بڑھ کر کہا، اے گروہ قریش! تم تجارت پیشہ ہو، بنوغفار تمہارے راستے میں ہیں، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا تجارتی راستہ بند ہو جائے، چنانچہ کفار مکہ نے آپ کو چھوڑ دیا، دوسرے روز بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا، ﴿ایضاً ص ۲۲۵، بخاری کتاب المناقب﴾ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ تین دن حرم مکہ میں رہے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کے کاشانہ رحمت میں آئے اور اسلام قبول کیا، وہ خفیہ دعوت کا دور تھا، جب ان کا سویا ہوا مقدر بیدار ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر طائف کے خشک میووں سے دعوت کی گئی، ﴿سیرت نبویہ دحلان ۱:۱۹۲﴾ حضور اکرم ﷺ نے آپ کو دو باتوں کی نصیحت فرمائی، کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے، اور سچی بات ضرور کریں گے خواہ وہ کڑوی کیوں نہ ہو، انہوں نے ان نصیحتوں پر اس شان سے عمل کیا کہ زبان نبوت بھی پکار اٹھی، نیلگوں آسمان کے نیچے اور گرد آلود زمین

Marfat.com

کے اوپر کوئی شخص نہیں جو ابوذر غفاری سے زیادہ سچ بولنے والا ہو۔

حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں دور جاہلیت میں ہی بت پرستی سے بیزار تھا اور اسے غلط سمجھتا تھا، کیونکہ ایسے پتھروں کی عبادت جو نفع دیں نہ نقصان، چہ معنیٰ دارد، میں ایک اہل کتاب سے ملا اور اس سے بہتر دین کے بارے میں سوال کیا، اس نے کہا، مکہ مکرمہ میں ایک شخص کریم ظاہر ہوگا، وہ اپنی قوم کے خداؤں سے اظہار نفرت کرتے ہوئے کسی اور کی عبادت کی دعوت دے گا اور بہتر دین لے کر آئے گا، اگر تمہیں اس کی صحبت میسر آجائے تو اسکی پیروی کرنا چنانچہ میرا معمول بن گیا کہ میں مکہ مکرمہ آتا اور یہ سوال کرتا کہ یہاں کوئی نیا واقعہ تو نہیں ہوا، لوگ کہتے نہیں، میں یہ جواب سن کر لوٹ جاتا، میرا گھر مکہ مکرمہ سے قریب ہی تھا، اس لئے مکہ مکرمہ سے نکلنے والے ہر سوار سے پوچھتا رہتا کہ وہاں کوئی نئی خبر ہے، یہی جواب ملتا نہیں، ایک دن ایک سوار سے پوچھا تو اس نے کہا، ایک شخص کریم نے ظہور کیا ہے جو معبودان قوم سے بیزار ہے اور کسی نئے دین کی دعوت دے رہا ہے، میں نے کہا یہی تو میرا وہ حبیب ہے جس کا مجھے انتظار تھا، میں نے فوراً رخت سفر باندھ لیا، مکہ مکرمہ پہنچ کر پوچھا تو معلوم ہوا کہ اس شخص کریم کی سرگرمی ابھی خفیہ ہے اور قریش مکہ اس کے خلاف ہیں، میں تلاش بسیار کے بعد آپ تک پہنچ گیا، سلام کیا اور پوچھا، آپ کون ہیں، آپ نے فرمایا، میں اللہ کا رسول ہوں، میں نے کہا، آپ کو کس نے بھیجا ہے، آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے، میں نے سوال کیا، آپ کی دعوت کیا ہے، آپ نے فرمایا، صلہ رحمی کرو، خونریزی سے بچو، راستے پرامن بناؤ، بت پاش پاش کردو اور صرف ایک خدا تعالیٰ کی عبادت کرو، میں

Marfat.com

نے کہا، آپ کی دعوت کیا خوب ہے، میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں آپ پر ایمان لایا اور آپ کی تصدیق کی، اب کیا میں آپ کے پاس رہ سکتا ہوں، یا جیسے آپ کی مرضی، آپ نے فرمایا، لوگوں کی طرف سے میری مخالفت تو تم دیکھ چکے ہو، تم اپنے گھر رہو، جب تمہیں معلوم ہو کہ میں نے یہاں سے ہجرت کی ہے تو پھر میری پیروی کرنا، چنانچہ جب میں نے سنا کہ آپ سوئے مدینہ ہجرت کر گئے ہیں تو میں وہاں آپ کے پاس حاضر ہو گیا، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں، آپ نے فرمایا، ہاں تم وہی سلمی شخص ہو جو میرے پاس مکہ مکرمہ میں آیا تھا اور میں نے تمہیں یہ جواب دیا تھا، میں خوشی سے کھڑا ہو گیا اور یقین کر لیا کہ جو علم اس مجلس سے مل سکتا ہے، سارے زمانے سے نہیں ملتا، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کس گھڑی میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے، آپ نے فرمایا، رات کے آخری پہر میں، اس وقت نماز میں فرشتے پہنچتے ہیں اور وہ قبول ہوتی ہے، ﴿دلائل النبوۃ ص ۲۲۶﴾

حضرت حابس بن دغنہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت امام ابن کلبی نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بنو کلب کے ایک مزدور کا نام حابس بن دغنہ تھا، ایک دن وہ خوف زدہ ہو کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا، اپنے اونٹوں کو سنبھال لیجئے، میں نے پوچھا تو کس وجہ سے اسقدر خوف زدہ ہے، اس نے جواب دیا کہ میں فلاں وادی میں تھا، میں نے ایک بوڑھے کو گھاٹی سے نمودار ہوتے دیکھا، اس کا سر خمہ کی طرح تھا، اس نے کہا

یا حابس بن دغنہ یا حابس   لا تعرض الیک الوساوس

ھذا سنا النور بکف القابس   فاجنح الی الحق والا توالس

ترجمہ: اے حابس بن دغنہ! تو تو اپنے دل میں وسوسے پیدا نہ کر، یہ

Marfat.com

روشنی تیرے نور بکف ہونے کی بنا پر ہے، حق کی طرف مائل ہو اور فریب میں مبتلا نہ ہو، وہ بوڑھا یہ کہہ کر غائب ہو گیا اور میں نے اونٹوں کو وہاں سے ہانک کر دور ایک دوسری جگہ پر چرنے کیلئے چھوڑ دیا، میں لیٹ گیا تو پھر کسی کے ٹھوکر مارنے سے میری آنکھ کھل گئی، دیکھا تو وہ ہی بوڑھا موجود تھا، اب اس نے کہا

یا حابس اسمع ما اقول ترشد — لیس ضلول حائر کالمھتدی

لا تترکن نھج الطریق الاقصد — قد نسخ الدین بدین احمد

ترجمہ: اے حابس! میرے قول پر دھیان دینے سے تو ہدایت یافتہ ہو جائے گا، گمراہ شخص ہدایت یافتہ کی طرح نہیں ہوتا، اے حابس! تو اعتدال کے راستے کو نہ چھوڑ، بلا شبہ، دین احمد مجتبٰے ﷺ سے تمام ادیان منسوخ ہو گئے،

حضرت حابس بن دغنہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں بیہوش ہو گیا، بلا شبہ حق تعالیٰ نے اسلام کیلئے میرے دل کا امتحان لیا ﴿تو میں اسکے فضل سے کامیاب ہو گیا﴾ ﴿خصائص کبری ۱: ۲۷۴﴾ اس زمانے میں مسلمان چھپ کر مکہ مکرمہ کی گھاٹیوں میں نماز ادا کرتے رہے، تا کہ مشرکین کو ان کے اسلام لانے کی خبر نہ ہو، ایک روز جب مسلمان ایک خفیہ مقام پر نماز ادا کر رہے تھے تو مشرکین مکہ کے ایک گروہ نے انہیں دیکھ لیا، سخت کلامی ہوئی اور نوبت ہاتھا پائی تک پہنچی، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اونٹ کی ہڈی اٹھا کر ایک شخص کے سر پر دے ماری جس سے اسکا سر پھٹ گیا، یہ شخص بنی تمیم سے تعلق رکھتا تھا اس خیال کے پیش نظر کہ کہیں مسلمانوں اور مشرکوں میں قبل از وقت تصادم نہ ہو جائے، حضور ختمی مرتبت ﷺ نے حضرت ابن ابی ارقم کے مکان کو دعوت حق کا مرکز بنا لیا، یہ مکان صفا کے قریب تھا، ﴿الواقدی

Marfat.com

ص ۲۳۶، سیرت ابن اہشام ا:۲۲۳﴾ اب تمام مسلمان وہیں جمع ہوتے، اکٹھے نماز ادا کرتے اور آئندہ کے پروگرام کے بارے میں سوچتے، شعب ابی طالب میں آنحضور ﷺ کی اور آپ کے خاندان کی محصوری تک اسی مکان کو مرکزی حیثیت حاصل رہی، اب ہم خفیہ دعوت کے سہ سالہ دور کا جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ قریش کے مختلف قبائل کے کن کن حضرات اور خواتین نے اسلام قبول کیا اور دیگر قبائل کے کن کن حضرات نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور آنحضور ﷺ کی رسالت کا اقرار کرتے ہوئے دعوت حق پر لبیک کہا جو جمود وتعطل کی بجائے آزادی وحرکت کی، مفاسد اخلاق کی بجائے مکارم اخلاق کی اور غلامی ومحکومی کی بجائے عرب وعجم کی قیادت اور سرفرازی کی ضامن تھی، یہاں پر اللہ تعالیٰ کے ان پاکیزہ بندوں کی فہرست دی جاتی ہے جو اپنے جذبۂ پیش قدمی کے سبب "السابقون الاولون" میں شامل ہوئے، وہ خدا سے راضی تھے، اس لئے خدا ان سے راضی ہوا۔

⊙...... بنی ہاشم میں سے جعفر بن ابی طالب، ان کی بیوی اسما بنت عمیس، صفیہ بنت عبدالمطلب، آروی بنت عبدالمطلب، ⊙...... بنی المطلب میں سے عبیدہ بن الحارث بن مطلب، ⊙...... بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ، ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو، ⊙...... بنی امیہ میں سے عثمان بن عفان، ان کی والدہ اروی بنت کریز، خالد بن سعید بن العاص بن امیہ، ان کی بیوی امیمہ بنت خلف الخزاعیہ، ام حبیبہ بنت ابو سفیان، ⊙...... خلفائے بنی امیہ میں سے عبداللہ بن جحش بن رئاب، ابو احمد بن جحش، عبداللہ بن جحش، ⊙...... بنی تیم میں سے اسما بنت ابو بکر، ام رومان، طلحہ، اور ان کی والدہ، حارث بن خالد، ⊙...... خلفائے بنی تیم میں سے صہیب بن سنان رومی ⊙...... بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے زبیر بن العوام، خالد بن حزام، اسود بن نوفل، عمرو بن

Marfat.com

امیہ، ⊙...... بنی عبد العزیٰ بن قصی میں سے یزید بن زمعہ بن الاسود، ⊙...... بنی زہرہ میں سے عبد الرحمٰن بن عوف، ان کی والدہ شفا بنت عوف، سعد بن ابی وقاص، عمیر بن ابی وقاص، عامر بن ابی وقاص، مطلب بن ازہر، ان کی بیوی رملہ بنت ابی عوف سہمیہ، طلیب بن ازہر، عبد اللہ بن شہاب، ⊙...... خلفائے بنی زہرہ میں سے عبد اللہ بن مسعود، عتبہ بن مسعود، مقداد بن عمرو الکندی، خباب بن الارت، شرحبیل بن حسنہ الکندی، جابر بن حسنہ، جنادہ بن حسنہ، ⊙...... بنی عدی میں سے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور انکی بیوی فاطمہ بنت الخطاب، زید بن الخطاب، عامر بن ربیعہ الغزیٰ اور ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حشمہ، معمر بن عبد اللہ بن نصلہ، نعیم بن عبد اللہ النحام، عدی بن نضلہ، عروہ بن ابی اثاثہ، مسعود بن سوید بن حارثہ نضلہ، ⊙...... خلفائے بنی عدی میں سے واقد بن عبد اللہ، خالد بن بکیر بن عبد یالیل لیثی، ایاس بن بکیر، عامر بن بکیر، عاقل بن بکیر، ⊙...... بنی عبد الدار میں سے مصعب بن عمیر، ابو الروم بن عمیر، فراس بن النضر، جہم بن قیس، ⊙...... بنی جمح میں سے عثمان بن مظعون، قدامہ بن مظعون، عبد اللہ بن مظعون، سائب بن عثمان بن مظعون، معمر بن الحارث، حاطب بن الحارث، اور ان کی بیوی فاطمہ بنت مجلل، حطاب بن الحارث اور ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار، سفیان بن معمر، بنیہ بن عثمان، ⊙...... بنی سہم میں سے عبد اللہ بن حذافہ، خنیس بن حذافہ، ہشام بن العاص بن وائل، الحارث بن قیس، بشیر بن الحارث، معمر بن الحارث، ابو قیس بن الحارث، قیس بن حذافہ، عبد اللہ بن الحارث، سائب بن الحارث، حجاج بن الحارث، بشر بن الحارث، سعید بن الحارث، ⊙...... خلفائے بنی سہم میں سے عمیر بن رتاب، محمیہ بن الجز، ⊙...... بنی مخزوم میں سے ابو سلمہ بن عبد اللہ بن عبد الاسد اور ان کی بیوی ام سلمہ، ارقم بن ابی الارقم، عیاش بن ابی ربیعہ اور ان کی بیوی اسما بنت سلامہ، ولید بن ولید

Marfat.com

بن مغیرہ، ہشام بن ابی حذیفہ، سلمہ بن ہشام، ہاشم بن ابی حذیفہ، ہبار بن سفیان، عبداللہ بن سفیان، ⊙...... خلفائے بنی مخزوم میں سے یاسر، عمار بن یاسر، عبداللہ بن یاسر، ⊙...... بنی عامر بن لوی میں سے ابوسبرہ بن ابی رھم اوران کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو، عبداللہ بن سہیل بن عمرو، حاطب بن عمرو، سلیط بن عمرو، سکران بن عمرواوران کی بیوی سودہ بنت زمعہ، سلیط بن عمرو کی بیوی یقیظہ بنت علقمہ، مالک بن زمعہ، ابن ام کلثوم، ⊙...... بنی فہر بن مالک میں سے ابوعبیدہ بن الجراح، سہیل بن بیضاء، سعد بن قیس، عمرو بن الحارث بن زہیر، عثمان بن عبد غنم بن زہیر، حارث بن سعید، ⊙...... بنی عبد قصی میں سے طلیب بن عمیر،

یہ وہ لوگ تھے جو قریش کے بڑے بڑے خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے، ان کے علاوہ ایک اچھی خاصی تعداد غلاموں اورلونڈیوں کی بھی تھی جنھوں نے خفیہ دعوت کے ان تین سالوں میں اسلام قبول کیا، ان کے نام یہ ہیں:

⊙...... ام ایمن برکت بنت ثعلبہ، زنیرہ رومیہ جوعمرو بن مومل کی آزاد کردہ لونڈی تھی، بلال بن رباح اوران کی والدہ حمامہ، ابوفکیہہ یسار بن ال جہنی، لبیبہ، ام عبیس، عامر بن فہیرہ، سمیہ، ان کے علاوہ غیر قریش میں سے جن لوگوں نے مکہ مکرمہ کے ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا وہ یہ تھے،

⊙...... مجحن بن الادرع اسلمی، مسعود بن ربیعہ بن عمرو، ﴿رسول مبین ص ۲۷۵ تا ۲۸۱﴾

آسمانِ عزم کے روشن ستاروں کو سلام
گلشن محبوب کے عالی نظاروں کو سلام
جن کی خوشبو سے مہک اٹھا جہان بندگی
کفر کے کانٹوں سے زخمی نو بہاروں کو سلام
لرزہ طاری کر دیا جن کے جلال عشق نے

Marfat.com

فقر کے ان کجکلا ہوں ، تاجداروں کو سلام
جن کا مقصد تھا رسول اللہ پر قربان ہوں
جاں سپاروں ، جاں نثاروں ، شہسواروں کو سلام

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

لمحے گزرتے جارہے تھے، اسلام کی ترقی وعروج سے کفار مکہ کی تشویشات میں اضافہ ہورہا تھا، ایک دن حضور جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر تشریف فرما تھے کہ ابوجہل نے طعن وتشنیع کے پتھر برسانے شروع کردیئے مگر آپ نے حلم ووقار کا مظاہرہ فرمایا، آپ کا انداز دیکھ کر وہ چراغ پا ہوگیا، اور اپنے ڈنڈے سے مارنے لگا، آپ کے جسم نازنین سے خون نکل آیا، لیکن اف تک نہ کی، آخر وہ ظالم چلا گیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے گھر روانہ ہوگئے، عبداللہ بن جدعان کی لونڈی یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی، اس نے حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب کو بتا دیا، اے ابو عمارہ! آج ابوجہل نے تیرے بھتیجے کو گالیاں دیں تو وہ جواب میں خاموش رہے، پھر وہ انہیں مارتا رہا، یہاں تک کہ ان کو لہولہان کردیا، حضرت امیر حمزہ شکار کھیل کر واپس آئے تھے، ان کے غصے کی انتہا نہ رہی، وہ ابوجہل کو تلاش کرتے ہوئے صحن حرم میں پہنچ گئے، جہاں وہ بڑے کروفر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، پھر انہوں نے اپنی کمان سے ابوجہل کے سر پر تین ضربیں لگائیں کہ خون کا فوارا چھوٹ گیا، آپ نے مغلوب الغضب ہوکر یہ بھی کہہ دیا کہ تو نے میرے بھتیجے کو گالیاں نکالنے کی جرأت کی، میں اس کے دین پر ہوں، اگر تجھ میں ہمت ہے تو مجھے روک کر دیکھ لے، بنومخزوم کے لوگ اپنے سردار کی اتنی بے عزتی اور رسوائی برداشت نہ کرسکے اور لڑنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے، ابوجہل نے ان کو سمجھایا، ابوعمارہ کو چھوڑ دو، اللہ کی

Marfat.com

قسم! میں نے اس کے بھتیجے کو گالیاں دے کر غلطی کی ہے، حضرت امیر حمزہ نے انتقام کے جوش میں اسلام کا اعلان تو کر دیا مگر بعد میں سوچا کہ یہ کیا ہو گیا، ساری رات اس کشمکش میں گزار دی، صبح ہوتے ہی حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، اے میرے بھتیجے! میں ایک مشکل میں گرفتار ہو گیا ہوں، اس بات پر برقرار رہنا میرے لئے کتنا دشوار ہے جس کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں، یہ ہدایت ہے یا ضلالت، مجھے اس کے متعلق کچھ بتایئے، حضور اقدس ﷺ نے ان کے سامنے اسلام کی حقانیت پر گفتگو شروع کر دی جس کی برکت سے ان کے دل و نگاہ کی تاریکیاں دور ہو گئیں، انہوں نے فوراً کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صادق ہیں، اے میرے بھتیجے! اپنے دین کو ظاہر کرتے رہئے، اللہ کی قسم! اب مجھے آسمان کے نیچے موجود ہر نعمت بھی حاصل ہو جائے تو بھی اپنے پہلے دین کی طرف پھرنا پسند نہیں کروں گا، حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام سے عالم کفر پر ایک ہیبت سی طاری ہو گئی، ﴿سبل الہدیٰ ۲:۴۴۴﴾ ایک روایت میں ہے کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ابوجہل سے انتقام لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا! چچا جان! مجھے اس سے بھی زیادہ خوشی اس وقت ہو گی جب آپ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں گے، اس پر انہوں نے اسلام قبول کر لیا، حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بہت اچھے شاعر بھی تھے، انہوں نے خوبصورت انداز میں حمد و نعت کا ترانہ آلاپنا شروع کر دیا جس سے گلستان وفا میں ایک بہار مسکرا اٹھی ؎

حمدت اللہ حین ھدی فوادی   الی الاسلام و الدین الحنیف

لدینٍ جاء من رب عزیز   خبیر بالعباد بھم لطیف

اذا تلیت رسائلہ، علینا   تحد ردمع ذی اللب الحصیف

Marfat.com

رسائل جآء احمد من هداها　　بایاتٍ مبینة الحروف
واحمد مصطفیٰ فینا مطاع　　فلا تغسوه بالقول الضعیف

ترجمہ: اللہ کی تعریف جس نے مجھے دین حنیف کی ہدایت بخشی، یہ دین رب عزیز اور خبیر ولطیف کی طرف سے آیا ہے، جب اس کے رسالوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو دانا آدمی رونے لگتا ہے، یہ روشن حروف اور آیات والے رسائل حضور احمد مصطفیٰ ﷺ لے کر آئے ہیں، احمد مصطفیٰ ﷺ ہمارے مطاع ہیں، کوئی کمزور بات ان کو گھیر نہیں سکتی۔

کچھ مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے بعثت کے چھٹے سال اسلام قبول کیا لیکن حضرت امام ابن حجر، حضرت علامہ ابن اثیر، حضرت علامہ احمد بن زینی دحلان نے لکھا ہے کہ آپ بعثت کے دوسرے سال مسلمان ہو گئے تھے، ﴿اسد الغابہ ۲: ۴۶، سیرت نبویہ دحلان ۱: ۲۱۳﴾ حضرت شیخ محمد صادق عرجون نے بھی حضرت علامہ ابن عبد البر اور حضرت امام قسطلانی کے حوالوں سے اسی قول کو معتبر سمجھا ہے، علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے، ﴿ضیاء النبی ۲: ۲۵۶﴾ بعض مورخین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی لکھتے ہیں کہ وہ بھی بعثت کے چھٹے سال مسلمان ہوئے تھے، جبکہ مستند روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے تین دن بعد اسلام قبول کیا، لہذا وہ بھی بعثت کے دوسرے سال ہی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے تھے، اس تحقیق کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے، حضرت ابن ابی خیثمہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ صرف انتالیس مسلمان تھے، میں نے چالیس کا عدد پورا کر دیا، ﴿فتح الباری باب مناقب عمر﴾ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی روایت مروی ہے، اب اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ

Marfat.com

آپ نے چھٹے سال بعثت میں اسلام قبول کیا تھا تو یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ چھ سالوں کی تبلیغ سے صرف انتالیس افراد نے اسلام قبول کیا تھا، یہ امر عقل کے بھی خلاف ہے اور نقل کے بھی خلاف ہے، لہذا وہی قول بہترین ہے کہ آپ نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے تین دن بعد بعثت کے دوسرے سال میں اسلام قبول کیا، واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی عدی کے شہسوار تھے، جوانمرد تھے، مرد میدان تھے، قریش کے سفارت کار تھے، فن کتابت کے ماہر تھے، آپ کی عمر مستعار چھبیس سال کے قریب تھی کہ ایک دن آپ نے گرد و پیش کا تجزیہ کرنا شروع کر دیا، یہ کیسا دین ہے جو حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی نبوت و رسالت کے پروانے پھیلا رہے ہیں، ان لوگوں نے کیوں صدیوں پرانی رسومات کو یکسر تبدیل کرنے کا عزم کر رکھا ہے، کیوں نہ اس سارے نظام کو ختم کرنے کیلئے حیات مصطفٰی کا چراغ بجھا دیا جائے، آخر اس ارادے کو عملی جامہ پہنانے کیلئے شمشیر برہنہ لے کر چل پڑے، راستے میں ایک قریشی نوجوان حضرت نعیم بن عبد اللہ سے ملاقات ہوگئی، انہوں نے حضرت عمر کے خطرناک ارادے کو بھانپتے ہوئے پوچھا، اے عمر! کدھر کا ارادہ ہے، حضرت عمر نے کہا، میں اس شخص کو ختم کرنے جا رہا ہوں جس نے میرے شہر کا سکون ختم کر دیا ہے، حضرت نعیم نے کہا، اے عمر! پہلے اپنے گھر کو دیکھ لو، تیری بہن فاطمہ بنت خطاب اور تیرے بہنوئی سعید بن زید نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے، یہ خبر سن کر حضرت عمر شعلہ جوالہ بن گئے، سیدھے اپنی بہن اور بہنوئی کے گھر پہنچے اور دونوں کو مار مار کر لہولہان کر دیا، جب

Marfat.com

یہ ستم شعاری حد سے بڑھ گئی تو بہن نے کہا، اے بھائی! تو جتنا چاہے مار لے، میرے جسم کو ٹکڑوں میں تبدیل کر دے لیکن میں دین ہدایت کو نہیں چھوڑ سکتی، بہن کا یہ جذبہ کامل دیکھ کر عمر کا دل نرم ہو گیا، پھر کہا، مجھے صحیفہ دکھاؤ جس کی تو تلاوت کر رہی تھی، بہن نے کہا، تو مشرک ہے، اگر تجھے شوق ہے تو پہلے غسل کرو، حضرت عمر نے غسل کیا تو بہن نے وہ صحیفہ لا کر دے دیا، صحیفہ کیا تھا چند اوراق تھے جن پر سورۃ طٰہٰ مرقوم تھی، طٰہٰ ○ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ ○ الا تذکرۃ لمن یخشیٰ ○ تنزیلاً ممن خلق الارض والسمٰوٰت العلی ○ ...... لا الٰہ الا ھو له الاسماء الحسنیٰ ○ طٰہٰ! ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔ یہ تو ڈرنے والے کیلئے نصیحت ہے، یہ اس کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا .... اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اسی کیلئے ہیں اچھے نام، حضرت عمر نے ابھی چند آیات قرآنی کو پڑھا تھا کہ ان کے دل کی سنگلاخ وادی سے آنسوؤں کے جھرنے ابل پڑے اور چشمان عبرت سے نکل کر دامن معصیت کو تر کرنے لگے، انہوں نے بیقرار ہو کر پوچھا، وہ نبی محتشم کدھر جلوہ فرما ہے، میں بھی ان کے دامان رحمت سے پیوستہ ہونا چاہتا ہوں، یہ انقلاب ایسے ہی رونما نہیں ہوا تھا، ادھر زبان نبوت بھی حریم ناز میں دعا مانگ رہی تھی:

⊙ ...... اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام ﴿ابو جہل﴾ میں سے جو تجھے زیادہ پسند ہے، اس کے ذریعے اسلام کو عزت وعظمت عطا فرما، ایک روایت کے الفاظ ہیں اے اللہ! عمر کے ذریعے اسلام کو عزت سے سرفراز فرما۔ ﴿جامع ترمذی، طبرانی﴾

حضور اقدس ﷺ دار ارقم میں تشریف فرما تھے، دروازے پر دستک

Marfat.com

ہوئی، کسی صحابی نے کواڑ کے سوراخ سے دیکھا کہ باہر حضرت عمر شمشیر برہنہ لے کر کھڑے تھے، صحابہ کرام پریشان ہو گئے تو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، مت گھبراؤ! دروازہ کھول دو، اگر اس کا ارادہ خراب ہوا تو اسی کی تلوار سے اس کا سر اڑادوں گا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کیلئے دروازہ کھول دو، اگر اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے خیر کا ارادہ فرمایا ہے تو اس کو ہدایت عطا کر دے، پھر حضرت عمر اپنی منزل تک پہنچ گئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی چادر کو جھٹکا دے کر فرمایا، اے خطاب کے بیٹے! اسلام قبول کرلو، اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت سے مالا مال کر دے، اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعے دین کو عزت بخش دے، اے اللہ! اس کے سینے میں اسلام کی عداوت کی جگہ ایمان کی دولت بھر دے ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اس کے بعد میں نے عرض کیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام نے نعرہ تکبیر بلند کیا جس سے مکہ مکرمہ کی وادی گونج اٹھی، آپ نے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد عرض کیا، یارسول اللہ! کیا ہم موت و حیات میں حق پر نہیں ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی قسم! تم ہی حق پر ہو، آپ نے عرض کیا، یارسول اللہ! پھر ہم اپنے دین برحق کو کیوں چھپاتے ہیں حالانکہ ہم حق پر ہیں، اور کافر باطل پر ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عمر! ہماری تعداد کم ہے اور تم دیکھتے ہو کہ کفار مکہ کا برتاؤ کیا ہے، آپ نے عرض کیا، اس ذات مقدس کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے، میں جن مجلسوں میں کفر کی حالت میں بیٹھا کرتا تھا اب اسلام کی حالت میں بیٹھا کروں گا، اس کے بعد مسلمان دو قطاروں کی صورت میں دار ارقم سے نکلے، ایک قطار کے آگے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے اور دوسری قطار کے آگے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ تھے، یہاں تک کہ مسجد حرام میں داخل ہو گئے، کفار مکہ پر اس

Marfat.com

پڑ گئی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی تھی، امام ابن ماجہ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں شمشیر برہنہ تھی اور زبان پر کلمہ طیبہ کا ورد تھا، مسجد حرام میں داخل ہوئے تو قریش مکہ نے پوچھا، عمر کیا خبر ہے، آپ نے فرمایا، خبر ہے، **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**، خبردار! اگر تم نے حرکت کی تو میں اپنی تلوار سے اڑا دوں گا، پھر آپ آگے آگے چلتے رہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف فرمایا تو آپ نے ان کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا، یہاں تک کہ طواف سے فارغ ہو گئے، ﴿زرقانی علی المواہب ۱:۲۷۷﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے بشارت سنائی کہ آج اہل آسمان نے مسرت کا اظہار کیا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام اہل اسلام کیلئے باعث عزت تھا، ان کی ہجرت باعث نصرت تھی اور ان کی خلافت باعث رحمت تھی، اللہ کی قسم! ہم میں استطاعت نہیں تھی کہ ہم صحن کعبہ مشرفہ میں نماز ادا کرتے، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا ﴿تو ہمیں یہ استطاعت نصیب ہوئی﴾ ﴿زرقانی علی المواہب ۱:۲۷۷﴾ صحیح بخاری میں انہی سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد ہم عزت کی زندگی بسر کرنے لگے، آپ نے مسلمان ہوتے ہی حق کا سر عام اعلان کیا اور باطل کو سر عام للکارا، اس لئے ''الفاروق'' کے لقب سے نوازے گئے، آپ کے قبول اسلام پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

یاایھا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من المومنین

اے نبی! تمہیں اللہ کافی ہے اور تمہاری اتباع کرنے والے مومن (کافی ہیں)

Marfat.com

صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو ان کے گھر کے پاس بڑی تعداد میں لوگ جمع ہوئے اور کہنے لگے، عمر بے دین ہو گیا ہے، اس کو اسکا مزہ چکھانا چاہئے، میں اس وقت بچہ ہی تھا اور اپنے مکان کی چھت پر تھا، ایک آدمی آیا جس نے ریشمی کوٹ پہنا ہوا تھا، اس نے کہا، عمر بے دین ہو گیا ہے، یہ بھی کوئی بات ہوئی، میں نے اس کو پناہ دی ہے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، جب اس نے یہ کہا تو میں نے دیکھا کہ سب لوگ منتشر ہو گئے ہیں، میں نے پوچھا، یہ کون ہے تو لوگوں نے بتایا، یہ عاص بن وائل سہمی ہے، ﴿مختصر سیرۃ الرسول ص ۸۰﴾ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنا ایک واقعہ سناتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بتوں کے پاس سو رہا تھا تو ایک آدمی بچھڑا لے کر آیا، پھر اسے ذبح کیا تو اس کے اندر سے اس زور کی آواز نکلی کہ ایسی سخت آواز میں نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی، اس میں کہا گیا، اے دشمن، ایک کام کی بات بتاتا ہوں، جس سے گوہر مراد مل جائے کہ ایک فصیح البیان کہہ رہا ہے، اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو لوگ وہاں سے بھاگ گئے لیکن میں وہاں رہا کہ آگے دیکھوں کیا ہوتا ہے پھر یہ آواز آئی اے دشمن! ایک کام کی بات بتاتا ہوں کہ ایک فصیح البیان کہہ رہا ہے، اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں اٹھ کر چلا گیا، ابھی تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ لوگوں میں چرچا ہونے لگا، یہ نبی ہے، ﴿بخاری کتاب المناقب﴾

حضرت اکثم بن صیفی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت ابن عمیر سے مروی ہے کہ اکثم بن صیفی کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی اطلاع پہنچی تو اس نے خود آپ کی بارگاہ میں حاضری کا ارادہ کیا لیکن اس کی قوم نے رکاوٹ ڈالی، اس پر اس نے کہا، کون شخص ہے جو میری عرض حضور

Marfat.com

اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرے گا، دو آدمیوں نے اس آواز پر لبیک کہا، انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا کہ ہم اکثم بن صیفی کے ایلچی ہیں اور آپ کے متعلق معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کا دعویٰ کیا ہے اور آپ کی دعوت کیا ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، میں محمد بن عبداللہ ہوں، میرا دعوی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا عبد خاص اور اسکا رسول ہوں، میری دعوت ہے کہ اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے، قرابت داروں کو عطا کرنے کا حکم دیتا ہے، برائی اور بے حیائی اور باغیانہ کارروائی سے منع کرتا ہے، انہوں نے عرض کیا ذرا یہ کلمات دہرائیں تاکہ اچھی طرح یاد ہو جائیں، چنانچہ آپ نے ان کو یاد کرائے، پھر انہوں نے اکثم بن صیفی سے جا کر کہا کہ وہ قبیلہ مضر میں سے بہتر نسب کے مالک ہیں اور انہوں نے ہمیں چند کلمات سکھائے ہیں، جب اس نے ان کلمات کو سنا تو کہا اے قوم! میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ وہ بلند ترین اور اعلیٰ اخلاق کا حکم دیتے ہیں، برے اخلاق اور قابل مذمت اعمال سے منع کرتے ہیں، لہذا تم ان پر ایمان لا کر دوسرے لوگوں سے سبقت لے جاؤ، روسائے اسلام بنو، نہ کہ گنہگار اور کافر، پہلے مومن بنو نہ کہ آخری، درد و رنج سے خالی لوگوں کی طرف سے مبتلائے رنج والم لوگوں پر ہمیشہ طعن و تشنیع اور زجر و ملامت ہوتی ہے، اے میرے نفس! حسرت اور ارمان ایسے امر پر جس کو نہ میں پا سکا اور نہ ابھی میرے ہاتھ سے فوت ہوا، اے میرے نفس! مجھے تجھ پر افسوس نہیں بلکہ عام لوگوں پر افسوس ہے، مگر اس قدر افسوس کی بھی ضرورت نہیں، حق جب ثابت و قائم ہو جاتا ہے تو باطل خود بخود راہ فرار اختیار کر لیتا ہے، حضرت اکثم کی دعوت پر سو اشخاص نے اتباع کی، وہ بارگاہ رسالت میں حاضری دینے کیلئے نکلے، راستے میں جیش نامی بد بخت شخص نے سب کی سواریوں کو ذبح کر ڈالا اور پانی کے مشکیزے پھاڑ دیئے اور بھاگ گیا، حضرت اکثم کو پیاس نے مجبور کیا اور اسی حالت

Marfat.com

میں جان جان آفرین کے سپرد کردی، حضرت اکثم نے انتقال کرتے وقت اپنے جملہ ہمرائیوں کو سرور دو عالم ﷺ کی اتباع کی وصیت فرمائی اور انہیں اپنے اسلام وایمان پر گواہ بنایا، اللہ تعالیٰ نے انہی کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

⊙......ومن یخرج من بیتہٖ مھاجراً.................. اجرہ علیٰ الله، اور جو شخص بھی اپنے گھر سے نکلے اللہ اور اسکے رسول کی طرف ہجرت کے ارادے سے، پھر اسے موت نے آلیا تو بے شک اسکا اجر اللہ کے ذمے ہے، حضرت محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ ہجرت حبشہ سے پہلے رقم فرمایا ہے، ﴿الوفا باحوال المصطفیٰ﴾

حضرت حارث رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضور اکرم ﷺ کے رضاعی والد کا نام حارث ہے، جب آپ نے اپنی بعثت کا اعلان فرمایا تو حضرت حارث آپ سے ملنے کیلئے آئے، قریش مکہ نے ان کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی شکایت کی کہ آپ کا لخت جگر اعلان کر رہا ہے، موت کے بعد اٹھایا جائے گا، اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کو پیدا کیا ہے، جنت میں نیکوکار داخل ہوں گے اور دوزخ میں گنہگار داخل ہوں گے، آپ کے لخت جگر نے ان عقائد ونظریات کی وجہ سے ساری قوم کو ٹکڑوں میں تقسیم کردیا ہے، حضرت حارث یہ تمام باتیں سن کر بہت پریشان ہوئے اور آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا، کیا آپ نے یہ سب کچھ کہا ہے، آپ نے فرمایا، بے شک میں یہ سب کچھ کہتا ہوں، جب روز قیامت آئے گا تو میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر یہ باتیں یاد کراؤں گا، حضرت حارث پر آپ کی نورانی گفتگو کا بہت زیادہ اثر ہوا اور وہ مشرف بہ اسلام ہو

Marfat.com

کر عرض گزار ہوئے:

⊙ ...... اگر میرے لخت جگر نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے یہ باتیں یاد کرائیں تو پھر ان شاء اللہ اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک وہ جنت میں داخل نہ کر دے۔ ﴿الروض الانف ۱:۱۸۵﴾

طفیل بن عمر دوسی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت امام بیہقی نے حضرت ابن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ حضرت طفیل بن عمر دوسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ وہ مکہ مکرمہ گئے، اس زمانہ تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت نہیں کی تھی، طفیل ایک شریف، دانشور اور معروف شخص تھے، صاحب علم اور شاعر بھی تھے، مشرکین مکہ میں سے چند آدمی ان سے ملے اور بتایا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان تفریق پیدا کر دی ہے اور جمعیت کو پراگندہ کر دیا ہے، ان کے اقوال ساحروں کی طرح ہیں جو باپ کی بیٹے سے، بھائی کی بھائی سے اور شوہر کی بیوی سے جدائی کرا دیتے ہیں، لہذا تم ان سے نہ بات کرنا اور نہ ان کی بات سننا، وہ فرماتے ہیں، میں نے قریش کے خیر خواہانہ مشورے پر عمل کرنے میں خیریت سمجھی اور اپنے کانوں میں روئی رکھ کر سماعت سے محروم کر لیا کہ کہیں ان کا کلام مجھ پر اثر انداز نہ ہو جائے، ایک روز صبح کے وقت میں مسجد حرام گیا تو دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، بادل نخواستہ میں نے ان کا کلام سن لیا، پھر میں نے سوچا افسوس! قریش نے مجھے ایسے نشاط انگیز کلام سے کیوں روکا، کیوں نہ میں ان سے ملاقات کروں، آخر میں ایک عقل مند انسان ہوں، صحیح اور غلط میں تمیز کر سکتا ہوں، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر روانہ ہوئے تو میں بھی آپ کے تعاقب میں چل پڑا، پھر قریب ہو کر پوچھا، آپ کے متعلق لوگ یہ کہتے ہیں، لہذا

Marfat.com

ذرا اپنی دعوت کے بارے میں مجھے بھی کچھ بتایئے، پس آپ نے میرے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی اور قرآن پاک کے ایک جزو کی تلاوت فرمائی، ایک عجیب سے اثر خشیت نے مجھے بے قابو کر دیا اور میں اقرار توحید ورسالت سے مالا مال ہو گیا، بعدازاں میں نے عرض کیا، اے اللہ کے عزت والے رسول! میں اپنی قوم کا قائد ہوں، میں ان کو دعوت اسلام دوں گا، مگر اس مشکل کام میں آسانی پیدا کرنے کیلئے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی نشانی عطا کر دے، آپ نے دعا فرمائی اور میں عازم وطن ہو گیا، دوران راہ کداء کے مقام پر میرے دونوں ابروں کے درمیان نور طلوع ہوا، گویا یہ میری حقانیت کی نشانی تھی، پھر وہ میری خواہش پر میرے کوڑے میں ظاہر ہو گیا، میں نے اپنی قوم کو دعوت اسلام دی مگر انہوں نے قبول نہ کی، میں نے پھر مکہ مکرمہ میں آپ کی زیارت کی اور صورت حال سے آگاہ کیا، چنانچہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! دوسیوں کو ہدایت عطا کر دے، اور مجھے حکم دیا، اے طفیل! اپنی قوم کو نرمی اور حکمت عملی کے ساتھ دعوت اسلام دو، میں واپس وطن آیا اور دوسیوں میں نرمی اور حکمت عملی کے ساتھ تبلیغ کرتا رہا، یہاں تک کہ آپ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمالی، میں ستر یا اسی مسلمان گھرانوں کو ساتھ لے کر خیبر کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ﴿خصائص کبری ۱:۳۲۳﴾ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ان کو خیبر کی غنیمت سے حصہ دیا گیا، پھر وہ آپ کے انتقال تک مدینہ طیبہ میں رہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے ذوالکفین کے بت کو بھی جا کر نذر آتش کر دیا، ﴿سیرت ابن ہشام ص ۴۱۱﴾ جب بعض عربی قبائل مرتد ہو گئے تو یہ ان کی سرکوبی کیلئے لشکر اسلام میں شامل ہو گئے، انہوں نے طلیحہ اسدی اور مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد میں بھرپور حصہ لیا اور جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش کیا، ﴿ملخصاً مختصر سیرت الرسول ص ۲۵۴﴾

Marfat.com

حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت امام مسلم، حضرت امام احمد اور حضرت امام بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ضماد بن ثعلبہ ازدی اپنی کسی ضرورت سے مکہ مکرمہ آئے، وہ جنتر منتر میں بہت مشہور تھے، ایک روز مشرکین مکہ سے انہوں نے سنا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجنون ہو گئے ہیں، ﴿معاذ اللہ﴾ لہذا انہوں نے خیال کیا کہ کیا بعید ہے، میں جھاڑ پھونک سے ان کو تندرست کردوں، پس وہ آکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور کہا میں منتر پڑھتا ہوں، مالک جس قدر چاہے گا آپ کو شفا عطا کر دے گا، ان کا قول ہے کہ آپ میری باتیں سننے کے بعد میرے نزدیک ہوئے اور یہ پڑھا:

الحمد لله نحمده و نستعينه و نومن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلاهادى له واشهد ان لا الٰه الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبدهٗ و رسوله.

میں نے عرض کیا، براہ مہربانی ان ہی کلمات کو دوبارہ پڑھیے، لہذا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مقدس کلمات دوبارہ پڑھے، میں نے کہا، واللہ، میں نے ایسا کلام کبھی نہیں سنا اور نہ کبھی پڑھا، یہ سحر ہے اور نہ شاعری ہے اور نہ کہانت ہے، واقعی یہ الہام ووحی ہے، بے شک یہ خدائی کلام ہے، اس میں تلوار سے زیادہ کاٹ، کائنات سے زیادہ حسن، آفتاب سے زیادہ نور اور اسحار سے زیادہ تاثیر ہے، اس کے بعد دو زانو ہو کر کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمانوں کے زمرے میں شامل ہو گیا، ﴿خصائص کبریٰ ۱: ۳۲۱﴾ آپ نے حضرت ضماد رضی اللہ عنہ اور ان کی ساری قوم کی طرف

Marfat.com

سے بیعت قبول فرمائی، ﴿سیرت حلبیہ ۱: ۳۲۹﴾

بعض عیسائیوں کا قبول اسلام:

ابھی آپ ﷺ مکہ مکرمہ ہی میں تھے کہ آپ کے ظہور نور کی خبر سن کر بیس کے قریب عیسائی حبشہ سے آئے، ایک روایت کے مطابق نجران سے آئے، انہوں نے آپ سے ملاقات کی اور کچھ سوالات پوچھے، قریش مکہ اپنی اپنی نشست گاہوں پر براجمان ہو کر سب کچھ ملاحظہ کر رہے تھے، جب وہ سوالات سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دعوت اسلام پیش فرمائی اور قرآن پڑھ کر سنایا جسکی اثر آفرینی سے ان کی آنکھوں میں آنسوؤں کے سیلاب آ گئے، انہوں نے اپنی کتاب میں آپ کے جملہ اوصاف و کمالات کو مرقوم پایا اور تصدیق کرنے کے بعد حلقہ بگوش اسلام ہو گئے، ابو جہل بن ہشام کفار مکہ کی ایک جماعت کے ساتھ ان کے قریب آ کر کہنے لگا، اللہ تعالیٰ تمہیں ناکام کرے، تمہارے ہم مذہبوں نے تو تمہیں دین حق کی تلاش میں اور اس شخص کے حالات معلوم کرنے کیلئے بھیجا تھا، تم ابھی بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ اس کی باتوں میں آ کر اپنا دین چھوڑ بیٹھے اور اس کو سچا مان لیا، ہم نے آج تک تمہارے جیسا بیوقوف اور احمق قافلہ کوئی نہیں دیکھا، انہوں نے جواب دیا، ''سلام علیکم! ہم جاہلوں کی طرح تم سے جھگڑا نہیں چاہتے، ہم اپنے راستے پر چلتے ہیں، تم اپنی راہ لو، ہم نے اپنی بھلائی تلاش کرنے میں کمی نہیں کی، کہتے ہیں یہ آیات ان کی شان میں نازل ہوئی ہیں:

⊙ ...... الذین اتینٰھم الکتٰب من قبلہ ھم بہ یومنون ...... سلام علیکم لا نبتغی الجٰھلین ○ جن کو

Marfat.com

ہم نے اس سے پہلے کتاب دی اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور جب ان پر ہماری آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے بے شک یہی حق ہے ہمارے رب کے پاس سے، ہم اس سے پہلے ہی گردن رکھ چکے تھے، ان کو ان کا اجر دوبالا دیا جائے گا، یہ بدلہ ان کے صبر کا اور وہ بھلائی سے برائی ٹالتے ہیں اور ہمارے دیئے سے ہماری راہ میں کچھ خرچ کرتے ہیں اور جب وہ بے ہودہ بات سنتے ہیں، اس سے تغافل کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے عمل اور تمہارے لئے تمہارے عمل، بس تم پر سلام ہو، ہم جاہلوں کے غرضی نہیں، ﴿سورۃ القصص:۵۲تا۵۵﴾

حضرت ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا یہ آیات کن لوگوں کے بارے میں اتری ہیں تو بولے ہم نے تو ہمیشہ اپنے علما سے سنا ہے کہ یہ آیات نجاشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اتری ہیں، یہ آیات بھی ان کے بارے میں اتری ہیں [1]

⊙......ذالک بان منهم قسيسين ورهبانا وانهم لا

---

[1] تفسیر قرطبی میں عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی تقریر سے متاثر ہو کر نجاشی نے تحقیق حال کیلئے بارہ آدمیوں کا وفد مکہ مکرمہ بھیجا تو وہ آپ ﷺ کی غلامی میں آ گیا، تفسیر خزائن العرفان میں لکھا ہے کہ یہ چالیس افراد تھے جو حضرت جعفر کے ساتھ آئے تھے، انہوں نے مسلمانوں کی حاجت اور تنگی معاش دیکھی تو عرض کیا کہ ہمارے پاس مال ہیں، آپ اجازت دیں تو ہم اپنے مال لا کر مسلمانوں کی خدمت کریں، آپ نے اجازت دی تو وہ مال لا کر خدمت کرنے لگے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، ومما رزقنهم ينفقون، حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ یہ آیات ان اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئیں جن میں چالیس نجران اور بتیس حبشہ کے اور آٹھ شام کے تھے۔

Marfat.com

یستکبرون .... و ذالک جزآء المحسنین O یہ اس لئے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور یہ غرور نہیں کرتے ، اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترا تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے ابل رہی ہیں اس لئے کہ وہ حق کو پہچان گئے ، کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے اور ہمیں کیا ہوا کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور اس حق پر جو ہمارے پاس آیا اور ہم طمع کرتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ داخل کرے، تو اللہ نے ان کے اس کہنے کے بدلے انہیں باغ دیئے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ، ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ بدلہ ہے نیک لوگوں کا ، ﴿سورۃ المائدہ: ۸۲ تا ۸۵﴾

عداس رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

طائف کے سفر سے واپسی پر عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ دونوں بھائی حضور پیغمبر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی زخمی حالت دیکھ رہے تھے ، انہوں نے اپنے غلام کے ہاتھ انگوروں کا ایک گچھا بھیجا ، غلام کا نام عداس تھا ، اس نے عرض کیا ، آپ انگور تناول فرمالیں ، آپ نے شکریے کے ساتھ انگور قبول فرمائے اور بسم اللہ پڑھ کر ایک دانہ اپنے دہن اطہر میں رکھا تو عداس دولت دل قربان کر بیٹھا ، اس نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا ، اس صنم پرستوں کی سرزمین پر کوئی شخص بھی بسم اللہ سے واقف نہیں ، آپ نے کیسے پڑھ لی ، آپ نے پوچھا ، تم کس سرزمین سے تعلق رکھتے ہو ، اور تمہارا دین کیا ہے ، عداس نے عرض کیا ، میں نینوا کا رہنے والا نصرانی ہوں ، آپ نے فرمایا ، مــــ

Marfat.com

قریۃ الرجل الصالح یونس بن متیٰ ،اچھا تو تم مرد صالح حضرت یونس بن متی علیہ السلام کے شہر کے باشندے ہو، عداس کے تعجب کی انتہا نہ رہی، اس نے فرط استعجاب سے پوچھا، کیا آپ حضرت یونس علیہ السلام کو جانتے ہیں، اللہ کی قسم! جب میں نینوا سے نکلا تو دس آدمی بھی ان کو نہیں جانتے تھے، آپ نے ان کو کیسے پہچان لیا، حالانکہ آپ امی قوم سے تعلق رکھتے ہیں، ﴿زرقانی علی المواہب ۱:۳۰۰﴾ آپ نے فرمایا، وہ میرے بھائی اور میری طرح اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں، یہ سننے کی دیر تھی کہ عداس آپ کے سامنے جھک گیا اور آپ کے دست رحمت، سر مبارک اور قدم اقدس کو چومنے لگا اور پھر مسلمان ہو گیا، عتبہ اور شیبہ دونوں بھائی دور سے یہ حیرت انگیز نظارہ دیکھ رہے تھے، جب وہ ان کے پاس پہنچا تو پوچھنے لگے، عداس! تمہیں کیا ہو گیا تھا، تم کیوں اس شخص کے قدموں پر گر پڑے اور اس کے ہاتھ پاؤں چومنے لگے تھے، عداس نے جواب دیا، یاسیدی مافی الارض شی خیر من ھذا لقد علمنی بامر لا یعلمہ الا نبی میرے سردار! آج روئے زمین پر اس شخص سے زیادہ کوئی چیز بھی افضل اور اعلیٰ نہیں، اس نے مجھے ایسی بات بتائی ہے جسے نبی برحق کے سوا کوئی نہیں جانتا، انہوں نے کہا، عداس کہیں اس شخص کے فریب میں نہ آ جانا، تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے، ﴿سیرت ابن کثیر ۲:۱۵۱﴾ عداس کے متعلق متعدد روایات میں منقول ہے کہ وہ نصرانی تھا اور اپنی کتابوں اور راہبوں کی وجہ سے حضور پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال و اوصاف سے خبردار تھا، چنانچہ جونہی اس نے اس پیکر اوصاف کو دیکھا تو پکار اٹھا: اشھد انک عبد اللہ ورسولہ، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ جب کچھ عرصے کے بعد جنگ بدر واقع

Marfat.com

ہوئی تو عداس ایک سفید چٹان پر بیٹھا ہوا تھا، اس نے اپنے سردار عتبہ اور شیبہ کو بھی حضور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف نبرد آزما دیکھا تو کہنے لگا، میرے والدین تم دونوں پر قربان! واللہ، وہ اللہ کے رسول ہیں اور تم لوگ اپنی قتل گاہ کی طرف جا رہے ہو، ایک روایت میں ہے کہ عتبہ اور شیبہ نے عداس کو دعوت جنگ دی تو کہنے لگا، کیا تم اس باغ انگور میں پناہ لینے والے شخص عظیم کے خلاف برسر پیکار ہو رہے ہو جس کے سامنے پہاڑ بھی نہیں ٹھہر سکتے، ﴿سبل الھدیٰ ۲:۵۷۸﴾ عاص بن شیبہ قریب سے گزرا تو اس نے عداس کی گریہ زاری کی وجہ دریافت کی، اس نے کہا مجھے اس وقت اپنے سرداروں پر رونا آ رہا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے مقابلے پر جا رہے ہیں، عاص بن شیبہ نے حقارت سے جواب دیا، بھلا وہ کوئی اللہ کے رسول ہیں، اس انکار کو سن کر عداس لرزنے لگا، خوف خدا سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، اس نے بلکتے ہوئے جواب دیا، واللہ انہ لرسول اللہ الی الناس کافۃ، اللہ کی قسم! وہ تمام انسانوں کی طرف واقعی اللہ کے رسول ہیں، ﴿الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۲:۴۶۷﴾ عداس ایک غلام زار ہو کر اسلام کے دامن سے وابستہ ہو گیا تھا جبکہ سرداران طائف کو یہ نعمت سرمدی حاصل نہ ہوئی، حضور اکرم ﷺ اسی آزردگی اور افسردگی کے عالم میں طائف سے روانہ ہوئے تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ستم شعار قوم کے رویے سے بہت زیادہ دل برداشتہ نظر آئے، آپ نے ان ناموافق حالات میں بھی ان کو حوصلہ عطا فرمایا: یازید! ان اللہ جاعل لما تریٰ فرجاً و مخرجاً و ان اللہ ناصر دینہ و مظہر دینہٗ، اے زید بے شک اللہ تعالیٰ ان ناسازگار حالات سے کشائش عطا کرے گا اور نکلنے کا راستہ پیدا کرے گا اور بے شک اللہ تعالیٰ اپنے دین کا مددگار ہے، وہ ضرور اپنے دن کو غلبہ عنایت کرے گا، ﴿طبقات

Marfat.com

کبریٰ ۱:۲۱۲﴾ حضور اکرم ﷺ نے کتنے مختصر الفاظ میں اپنے مستقبل کے بارے میں کھل کر بتا دیا گویا ؎

شب فروزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے

آپ کے ان الفاظ سے مسلمانوں کو یہ بھی درس حاصل ہوا کہ حالات کیسے ہی خونخوار کیوں نہ ہوں، آثار کتنے ہی وحشت ناک کیوں نہ ہوں، آلام و شدائد کے طوفان کتنے ہی شوریدہ سر کیوں نہ ہوں، دعوت الی اللہ کا کام نہیں رکنا چاہئے، فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کا شائبہ تک نہیں آنا چاہئے، قدموں میں لڑ کھڑاہٹ اور نظروں میں ناامیدی کا احساس بیدار نہیں ہونا چاہے، یہ قافلہ چلتا رہنا چاہئے، راستے بھی نکل آئیں گے، کشائش بھی پیدا ہو جائے گی، منزلیں بھی سمٹ آئیں گی، فاصلے بھی طے ہو جائیں گے، تمہارے عزم و یقین کے سامنے ظلمات شب کو راہ فرار تلاش کرنا پڑے گی اور صبح نور کے روشن سپیدے تمہارا انتظار کرنے لگیں گے، طائف کا پر آشوب سفر حیات مصطفوی کا سب سے زیادہ مشکل مرحلہ تھا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے پوچھا، ھل اتیٰ علیک یوم کان اشد من یوم احد، یارسول اللہ! کیا احد کے شدید ترین دن سے بھی زیادہ شدید دن آپ پر گزرا ہے، آپ نے فرمایا، تیری قوم کی طرف سے مجھے سخت ترین مصائب میں مبتلا ہونا پڑا ہے، ان سب سے بڑی مصیبت مجھ پر عقبہ کے دن پیش آئی جب میں ابن عبد یالیل کے پاس گیا، اس نے مجھے قبول کرنے کی بجائے اپنے شہر کے اوباشوں سے پٹوایا، میں زخموں سے چور اور غم و اندوہ میں ڈوبا ہوا واپس چل پڑا، قرن المنازل میں پہنچا تو مجھے ہوش آیا اور معلوم ہوا کہ میں اس وقت کہاں ہوں، میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو دیکھا کہ ایک بادل مجھ پر

Marfat.com

سایہ فگن ہے، اس سے جبریل امین نے آواز دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی بات سن لی ہے اور جو سلوک کیا ہے وہ دیکھ لیا ہے، اس نے آپ کی طرف پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے، آپ اپنی قوم کیلئے جو سزا تجویز کریں گے وہ ان پر وہی عذاب نازل کرنے میں پس و پیش نہیں کرے گا، اتنے میں 'ملک الجبال' نے آ کر مجھے سلام کیا اور کہا، میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کیلئے حاضر ہوں، اگر آپ پسند کریں تو میں اخشبیـــن ﴿دونوں جانب کے پہاڑوں﴾ کے درمیان ان کو پیس کر نا رکھ دوں، آپ رحمۃ للعالمین نے فرمایا، میں ان کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا بلکہ امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے ایسے لوگ پیدا کرے جو اسکی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں، ﴿صحیح بخاری ۱: ۴۵۸، صحیح مسلم، فتح الباری ۶: ۳۱۳، زرقانی ۱: ۲۹۷، سیرت ابن کثیر ۲: ۱۵۳، سبل الھدی ۲: ۵۷۹﴾ حضرت امام محمد صالحی نے حضرت امام احمد، حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب رحمت دو عالم ﷺ نے ملک الجبال سے فرمایا، شاید ان کی اولاد سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو کہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو آپ کی رحمت و رافت کو دیکھ کر ملک الجبال بھی پکار اٹھا، انت کما سماک ربک رءوف رحیم آپ کے رب تعالیٰ نے واقعی آپ کا نام روف و رحیم رکھا ہے، ﴿سبل الھدیٰ﴾ حضور سرور کائنات ﷺ کا سفر طائف آپ کی استقامت کی بیمثال دلیل ہے، مشہور مورخ ولیم میور نے لکھا ہے: ختمی مرتبت کا جان جوکھوں میں ڈال کر تنہا دیار غیر میں اعلائے کلمۃ الحق کے لئے جانا اور وہاں کے اشراف کو اپنے مشورے سے آگاہ کرنا آپ کی بلند حوصلگی، غیر معمولی خود اعتمادی اور اپنے کام میں من جانب اللہ ہونے پر بہت بڑی دلیل ہے، آپ خدا کے نام پر اس طرح آگے بڑھے جس طرح حضرت یونس نینوا کی بت پرست قوم کو توبہ کرنے اور اپنی رسالت کا اقرار کرنے کی

Marfat.com

دعوت دینے تشریف لے گئے تھے، ﴿حیات محمد ۲:۲۰۷﴾

جنات کا قبول اسلام:

عزیز مصر احسان، فخر یوسف کنعان، نگین خاتم سروری، خاتم نگین پیغمبری، منادی طریق رشاد، سراج اقطار و بلاد حضور محمد مصطفےٰ، احمد مجتبےٰ ﷺ اس روح فرسا سفر سے واپس ہوئے تو راستے میں نخلہ کے مقام پر قیام فرمایا، رات بسر فرمائی تو صبح صادق کے وقت نہایت عجز و نیاز کے ساتھ مناجات میں مصروف ہوئے، آپ کی زبان نبوت سے اللہ تعالیٰ کا کلام کیا ادا ہو رہا تھا ساری فضائے نخلہ پر کیف و وجدان کا عالم طاری تھا، حجر و شجر گوش بر آواز تھے، اسی دوران نصیبین کے کچھ جنات کا قافلہ وہاں سے گزرنے لگا، ان کے کانوں سے حضور محبوب خدا ﷺ کی آواز ٹکرائی تو وہ بے اختیار ہو کر کھڑے ہو گئے، اور قرآن پاک کی تلاوت سننے لگے قرآن پاک کی تلاوت نے جنات کے دل پر اتنا اثر کیا کہ خود بھی مسلمان ہوئے اور انہوں نے اپنی قوم تک بھی یہ پیغام پہنچایا، قرآن پاک میں ہے:

⦿ ......واذ صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن ......اور جب کہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے، کان لگا کر قرآن سنتے، پھر جب وہاں حاضر ہوئے، آپس میں بولے خاموش رہو، پھر جب پڑھنا ہو چکا تو اپنی قوم کی طرف پلٹے ڈر سناتے ہوئے بولے، اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی کہ موسیٰ کے بعد اتاری گئی، اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہوئی حق اور سیدھی راہ دکھاتی ہو، اے ہماری قوم! اللہ کے منادی کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ

Marfat.com

کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں، وہ ہی کھلی گمراہی میں ہیں، ﴿سورۃ الاحقاف: ۲۹، تا ۳۲﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ سات جن تھے جنھیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی قوم کی طرف پیام رساں بنایا، بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ نو جن تھے، ﴿عمدۃ القاری شرح بخاری ۱۵: ۱۸۷﴾ حضرت امام عینی نے تو ان جنات کے نام بھی درج کئے ہیں، مثلاً سامر، مامر، منسی، ماسی، احقب، زوبعہ، سرق، عمرو بن جابر وغیرہ، علمائے محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جن سب کے سب مکلف ہیں، حضرت عطا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ جن دین یہود پر تھے، اس لئے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا نام نہ لیا، بعض مفسرین نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کتاب کا نام نہ لینے کا باعث یہ ہے کہ اس میں صرف مواعظ ہیں، احکام بہت ہی کم ہیں، ﴿خزائن العرفان ص ۶۰۷﴾ سورۃ الجن کی ابتدائی آیات میں بھی اس واقعے کی طرف اشارہ ہے:

⊙ قل اوحی الی انه .... تم فرماؤ، مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے، نہ اس نے عورت اختیار کی اور نہ بچہ، اور یہ کہ ہم میں کوئی بیوقوف اللہ پر بڑھ کر بات کہتا تھا اور یہ کہ ہمیں خیال تھا کہ ہرگز آدمی اور جن اللہ پر جھوٹ نہ باندھیں گے، اور یہ کہ آدمیوں میں

Marfat.com

کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کی پناہ لیتے تھے تو اس سے اور بھی ان کا تکبر بڑھا، اور یہ کہ انہوں نے گمان کیا جیسا تمہیں گمان ہے کہ اللہ ہرگز کوئی رسول نہ بھیجے گا، اور یہ کہ ہم نے آسمان کو چھوا تو اسے پایا کہ سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھر دیا گیا ہے، اور یہ کہ ہم پہلے آسمان میں سننے کیلئے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے، پھر اب جو کوئی سنے وہ اپنی تاک میں آگ کا لوکا پائے، اور یہ کہ ہمیں نہیں معلوم کہ زمین والوں سے کوئی برائی کا ارادہ فرمایا گیا ہے یا ان کے رب نے کوئی بھلائی چاہی ہے، اور یہ کہ ہم میں کچھ نیک ہیں اور کچھ دوسری طرح ہیں، ہم کئی راہیں پھٹے ہوئے ہیں، اور یہ کہ ہمیں یقین ہوا کہ ہرگز زمین میں اللہ کے قابو سے نہ نکل سکیں گے، اور نہ بھاگ کر اس کے قبضے سے باہر ہوں گے، اور یہ کہ جب ہم نے ہدایت سنی اس پر ایمان لائے تو جو اپنے رب پر ایمان لائے اسے نہ کمی کا خوف ہے نہ زیادتی کا، اور یہ کہ ہم میں کچھ مسلمان ہیں اور کچھ ظالم تو جو اسلام لائے انہوں نے بھلائی کو سوچا، اور رہے ظالم تو وہ جہنم کا ایندھن ہوئے، ﴿سورۃ الجن آیت: ۱ تا ۱۵﴾

روایت ہے کہ جنات نے آپ سے سورۃ الرحمٰن کی تلاوت سنی تھی، ﴿سیرت ابن ہشام ۲: ۴۲۲﴾ حضرت امام ترمذی اور حضرت امام حاکم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے سورۃ الرحمٰن کی تلاوت فرمائی یا آپ کے سامنے پڑھی گئی تو آپ نے لوگوں سے فرمایا: کیا وجہ ہے، میں تم سے جنوں جیسا جواب نہیں سن رہا جو انہوں نے اپنے رب کو دیا تھا، پھر آپ نے فرمایا: جب میں، فبای الاء ربکما تکذبان' پڑھتا تو جن اسکے جواب

Marfat.com

میں کہتے، ہم اپنے رب تعالیٰ کی کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے۔

پھر ان جنات کی تبلیغ نے انسانوں کی نسبت جنوں میں بہت زیادہ اثر پیدا کیا، چنانچہ وہ جب دوسری مرتبہ حاضر خدمت ہوئے تو ان کی تعداد تین سو سے زیادہ تھی، پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں میں تبدیل ہو گئی، مکہ مکرمہ میں جنوں کی جماعت نے فوج در فوج آ کر اسلام قبول کیا، ﴿زرقانی ۱: ۳۰۳﴾ جس طرح کافر انسانوں نے مسلمان انسانوں کی مخالفت کی اسی طرح کافر جنوں نے مسلمان جنوں کا راستہ روکا، چنانچہ کافر جنات، بتان عرب میں گھس کر اعلان کرتے کہ لوگو! تم اپنے آبائی دین پر قائم رہو اور اپنی قوت سے اسلام کا خاتمہ کر دو، ان غیبی آوازوں سے کفار عرب کے حوصلے جوان ہو گئے، اس قسم کی صورت حال کا مقابلہ کرنا مسلمان انسانوں کے بس سے باہر تھا چنانچہ مسلمان جنات آگے بڑھے اور انہوں نے ہر محاذ پر کافر جنات کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست فاش سے دوچار کیا، اسلام کیا نمودار ہوا غیبی اور شہودی مخلوق میں انقلاب برپا ہو گیا، مسلمان جنات نے عرب کے قافلوں میں جا کر، اصنام کے ساکت و صامت وجود میں گھس کر، خلاؤں اور فضاؤں میں اڑ کر جانوروں کے ذبیحوں میں مچل کر توحید و رسالت کے ترانے آلاپے اور مخلوقات ارضی تک حضور محمد مصطفےٰ ﷺ کا پیغام ہدایت عام کیا۔

سوید بن صامت رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

انہی ایام میں آپ کی ملاقات سوید بن صامت کے ساتھ ہوئی، وہ یثرب میں کامل کے لقب سے سرفراز تھا اور اپنے شرف و نجابت، شعر و حکمت اور شجاعت و شہامت کیلئے کوئی ثانی نہیں رکھتا تھا، ایک مرتبہ جب وہ زیارت کعبہ کیلئے مکہ مکرمہ آیا تو حضور اقدس ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی، سوید نے

Marfat.com

عرض کیا، شاید آپ کے پاس بھی وہی چیز ہے جو میرے پاس ہے، آپ نے فرمایا، تمہارے پاس کیا ہے، اس نے کہا، میرے پاس صحیفہ لقمان ہے، آپ نے اس میں سے کچھ سن کر فرمایا، یہ اچھی باتیں ہیں، لیکن میرے پاس اس سے بہتر کلام ہے، جسے خدائے بزرگ و برتر نے بنی نوع انسان کی ہدایت اور فوز وفلاح کیلئے نازل کیا ہے، پھر آپ نے چند آیات تلاوت فرمائیں، اس نے اس کلام بلاغت نظام کو سنا تو عرض کیا کہ فی الواقع یہ ایک اچھا کلام ہے، حضرت سوید قرآن پاک کی ان آیات کو دل میں چھپائے یثرب چلے گئے، وہ بے تامل اسلام لے آئے تھے، جب یثرب پہنچے تو قوم خزرج نے انہیں قتل کر دیا۔ ﴿تاریخ طبری﴾ علامہ بلاذری کا خیال ہے کہ سوید کا قتل ہی اوس اور خزرج کے درمیان جنگ بعاث کا سبب بنا تھا جس نے دونوں گروہوں کی کمر ہمت توڑ دی، ان کے بہترین لوگوں کو نگل لیا اور ان کی معیشت کو تباہ کر دیا، اس کے بہترین اشعار میں سے ایک یہ ہے ۔

فرشنی بخیر طالما قد بریتنی

فخیر الموالی من یریش ولا یبری

تو نے میری مخالفت کی، کیا تو میری اعانت نہیں کرسکتا، دوستوں میں بہترین شخص وہ ہے جو اصلاح پر آمادہ ہوتا ہے اور دوسروں کے نقائص گنوانے پر مصر نہیں ہوتا۔ ﴿سیرت ابن ہشام ۲:۴۲۶﴾

انصار کا قبول اسلام:

﴿1﴾

حضرت امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، جب اللہ سبحانہ نے اپنے دین کو ظاہر کرنے، اپنے نبی کو غلبہ دینے اور ان کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کو پورا کرنے

Marfat.com

کا ارادہ فرمایا تو اس کا سبب یہ ہوا کہ آپ ﷺ معمول کے مطابق موسم حج میں عرب کے مختلف قبائل کو اسلام کی دعوت دیتے اور اپنے آپ کو ان پر پیش کرتے ہوئے عقبہ کے پاس بنوخزرج کی ایک جماعت سے ملے جس کو اللہ تعالیٰ نے سعادت دارین کیلئے منتخب فرمایا تھا، عاصم بن عمر بن قتادہ اپنی قوم کے بزرگوں سے بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ ان کے پاس آئے تو ان سے پوچھا، تم کون ہو، انہوں نے کہا، ہم قبیلہ خزرج کی ایک جماعت ہیں، آپ نے پوچھا، وہ خزرج جو یہود کے دوست ہیں، بولے ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تھوڑی دیر یہاں بیٹھتے نہیں، میں تم لوگوں سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں، بولے کیوں نہیں، ہم بیٹھ جاتے ہیں، چنانچہ وہ بیٹھ گئے، آپ نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور ان پر اسلام پیش کیا اور قرآن حکیم کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا، اسلام کی بہتری کیلئے یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی کہ یہود ان کے ساتھ ایک شہر میں رہتے تھے، وہ اہل کتاب اور اہل علم تھے اور یہ بتوں کی پوجا کرنے والے مشرک تھے، بنوخزرج کو شہر میں غلبہ حاصل تھا، جب یہود کو کسی موقعہ پر ان سے کوئی تکلیف پہنچتی تو وہ کہتے، کوئی بات نہیں، جو کچھ کرنا ہے کرلو، ایک نبی کے مبعوث ہونے کا زمانہ نزدیک آگیا ہے، ہم اس کے ساتھ مل کر تمہیں تمہاری شرارتوں کا مزہ چکھائیں گے اور تمہیں عاد اور ارم کی طرح قتل کریں گے، جب رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے گفتگو فرمائی اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے، اے قوم! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ وہی نبی ہے جس کی یہود تمہیں دھمکیاں دیتے ہیں، اب اس پر ایمان لانے میں انہیں تم پر سبقت نہیں کرنی چاہئے، چنانچہ انہوں نے اسی جگہ آپ ﷺ کی دعوت قبول کرلی اور آپ ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے حلقہ بگوش اسلام ہوگئے، انہوں نے کہا، ہمارے پیچھے ہماری ایک ایسی قوم ہے، جتنی باہمی

Marfat.com

عداوت اور جتنا باہم دگر خون خرابہ ان میں ہے، دنیا کی کسی قوم میں نہیں، ممکن ہے آپ کی کوششوں سے ان میں اتفاق ہو جائے، ہم وطن جا کر ان کو دعوت دیں گے اور جو دین ہم نے قبول کیا ہے، ان پر بھی پیش کریں گے، اگر آپ پر ایمان لانے میں سب کا اتفاق ہو گیا تو آپ سے زیادہ عزت والا کوئی نہیں ہو گا، پھر وہ لوگ ایمان کی دولت سے مالا مال ہو کر وطن واپس چلے گئے، امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، بنو خزرج کے وہ سعادت مند درج ذیل چھ آدمی تھے:

1: بنو نجار سے ابو امامہ اسعد بن زرارہ۔

2: عوف بن حارث بن رفاعہ جو ابن عفرا کے نام سے مشہور تھے۔

3: بنو عامر بن زریق بن جشم بن خزرج سے رافع بن مالک بن عجلان۔

4: بنو سلمہ سے قبۂ بن عامر بن حدیدہ۔

5: بنو حرام بن کعب سے عقبہ بن عامر۔

6: بنو عبید بن عدی بن غنم سے جابر بن عبداللہ بن رئاب بن نعمان رضی اللہ عنہم

یاد رہے کہ یہ جابر بن عبداللہ مشہور صحابی جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام نہیں ہیں، بعض مورخین نے جابر بن عبداللہ بن رئاب کی جگہ عبادہ بن صامت کا ذکر کیا ہے، پھر ان چھ سعادت مند آدمیوں نے جاتے وقت عرض کیا، امید غالب ہے کہ سب لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے، اگر ایسا ہوا اور سب آدمیوں نے آپ کی اتباع کر لی تو آپ سے زیادہ عزت والا کوئی نہیں ہوگا، اگلے سال حج کے موسم میں ہم آپ سے ملیں گے، پھر وہ خدا حافظ کہہ کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ﴿مختصر سیرۃ الرسول: ۲۶۸، دلائل النبوۃ لابی نعیم: ۲۶۲﴾ یاد رہے کہ مقام عقبہ وادی منیٰ میں ایک مقام ہے یہاں انصار مدینہ کی موسم حج میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تین مرتبہ بالترتیب سال گیارہ، بارہ، تیرہ نبوی میں ملاقات ہوئی، پہلی مرتبہ ملاقات

Marfat.com

میں چھ آدمی تو مسلمان ہوئے مگر بیعت کا کوئی ذکر نہیں، صرف اتنا ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے ان کو دعوت اسلام دی جو انہوں نے قبول کر لی اور اپنی قوم کو بھی اس طرف مائل کرنے کا وعدہ کیا، پھر جب یہ چھ آدمی اپنی قوم میں پہنچے تو انہوں نے آپ کے متعلق آگاہ کیا اور اسلام کا پیغام گھر گھر میں پہنچایا، چنانچہ انصار مدینہ کا کوئی گھر ایسا نہیں تھا جس میں آپ کا تذکرہ نہ ہوتا ہو، جب اگلا سال آیا تو بارہ آدمی موسم حج کے موقعہ پر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آدمی تو وہی تھے اور چھ آدمی مزید ساتھ لائے تھے، یہ ملاقات بھی مقام عقبہ پر ہوئی، نہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی جسے تاریخ اسلام میں بیعت عقبہ اولیٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔﴿سیرت ابن ہشام ۱:۴۸۱﴾ امام ابن سعد نے بھی طبقات کبریٰ میں اس کو بیعت عقبہ اولیٰ قرار دیا ہے، ان لوگوں نے توحید و رسالت کو تسلیم کرنے اور شرک، چوری، زنا، قتل اولاد، بہتان اور ہر قسم کی معصیت سے اجتناب کرنے پر بیعت کی تھی، انہی باتوں پر بعد میں عورتوں سے بیعت لی گئی، جیسا کہ قرآن پاک میں وارد ہے:

⊙......یا ایھا النبی اذاجاءک المومنٰت ......

غفور رحیم O اے نبی! جب آپ کے پاس مومن عورتیں حاضر ہو کر ان شرطوں پر بیعت ہونا چاہیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ بہتان تراشی کریں گی جو ان کے ہاتھوں اور قدموں کے درمیان ہے اور نہ نیکی سے روگردانی کریں گی تو آپ ان کو بیعت فرما لیں اور اللہ سے ان کی مغفرت طلب کریں، بے شک اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔﴿سورۃ الممتحنہ:۱۲﴾

Marfat.com

یہ لڑائی فرض ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے، امام ابن اسحاق نے جابر بن عبد اللہ بن رئاب کے سوا پہلے چھ آدمیوں کے نام گنوائے ہیں، جابر اس سال حج میں حاضر نہیں ہو سکے تھے، بارہ میں سے باقی سات سعادت مند افراد درج ذیل ہیں:

1: معاذ بن حارث بن رفاعہ، یہ بھی ابن عفرا کے نام سے مشہور ہیں اور پہلے عوف کے بھائی ہیں۔

2: ذکوان بن قیس زرقی، کہتے ہیں یہ مکہ مکرمہ جا کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے لگے تھے، اس لئے یہ انصاری مہاجر ہیں اور جنگ احد میں شہید ہوئے۔

3: عبادہ بن صامت بن قیس۔

4: ابو عبدالرحمٰن یزید بن ثعلبہ بلوی۔

5: عباس بن نضلہ، یہ بنو سلمہؓ سے تعلق رکھتے ہیں، یہ پانچوں حضرات قبیلہ خزرج سے ہیں۔

6: ابوالہیثم بن تیہان اشہلی۔

7: عویم بن ساعدہ، یہ دونوں قبیلہ اوس کے فرد ہیں، رضی اللہ عنہم

یہ بارہ آدمی اسلام لائے اور عورتوں جیسی بیعت کی یعنی بعد میں فتح مکہ کے موقع پر جن باتوں کے بارے میں عورتوں سے بیعت لینے کا حکم نازل ہوا، اسی کے مطابق انہوں نے بیعت کی، حضرت امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت عبادہ بن صامت سے روایت کیا ہے، میں ان نقیبوں میں سے ہوں، جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر اسطرح بیعت کی، ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، زنا نہیں کریں، جس جان کو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے اس کو ناحق قتل نہیں کریں گے، لوٹ نہیں ڈالیں گے، نافرمانی نہیں کریں گے، اگر ہم اس کے مطابق عمل کریں گے تو جنت کے مستحق ہوں گے اور اس میں سے کسی

Marfat.com

گناہ کا ارتکاب کریں گے تو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا اور ایک اور روایت میں ہے، جس نے ان گناہوں کا ارتکاب کیا اور اس کی سزا اسکو دنیا میں مل گئی تو اس کا وہ گناہ معاف ہو جائے گا اور وہ اسکی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو جائے گا اور جس پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈالا، اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا، چاہے اسے عذاب دے اور چاہے معاف کردے، جب یہ لوگ جانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصیٰ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمادیا، انہیں حکم دیا کہ وہاں جا کر لوگوں کو قرآن پڑھائیں اور احکام اسلام کی تعلیم دیں اور دین کے مسائل سے آگاہ کریں، چنانچہ مدینہ طیبہ میں حضرت مصعب کو ''مقری'' یعنی قرآن پڑھانے والا کہا جانے لگا، ان کی رہائش ابو امامہ اسعد بن زرارہ برادر بنی نجار کے مکان میں تھی۔ ﴿دلائل النبوۃ ص ۲۶۴﴾ ایک روایت ہے کہ انصار مدینہ نے بعد میں مکتوب لکھا تھا جس میں ایک ایسے آدمی کو بھیجنے کی استدعا کی گئی تھی جو ان کو قرآن پاک کی تعلیم دیتا، چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے اس خدمت دین کیلئے حضرت مصعب بن عمیر اور عمرو بن ام مکتوم نابینا کو ان کی طرف بھیجا، ان کی کوششوں سے حضرت سعد بن معاذ اور حضرت اسید بن حضیر جیسے سردار مسلمان ہوئے۔

......﴿2﴾......

بیعت عقبہ ثانیہ کا مکمل واقعہ کچھ اسطرح ہے، حضرت ابو الزبیر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، نبی اکرم ﷺ دس سال تک لوگوں کے گھروں میں حج کے موسم میں، عکاظ اور مجنہ کی منڈیوں میں اور منیٰ کی اقامت گاہوں میں منادی کرتے رہے کہ کوئی مجھے اپنے ہاں رہنے کی جگہ دے اور میری مدد کرے تاکہ میں اپنے رب کا پیغام اسکی مخلوق تک پہنچاؤں، اس کو جنت ملے گی مگر کوئی آپ کی مدد

Marfat.com

نہیں کرتا تھا، حالت یہ تھی کہ اگر کوئی آدمی مصر سے یا یمن سے اپنے رشتہ داروں کے ہاں جاتا تو اس کی قوم اس کو تاکید کرتی کہ خبردار! اس قریشی نوجوان سے ہوشیار رہنا، کہیں تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کر دے، آپ دین خدا کی دعوت دینے کیلئے نکلتے تو لوگ انگلی سے آپ کی طرف اشارے کرتے یہاں تک کہ انصار کو اللہ تعالیٰ نے مدینہ سے مکہ بھیجا، ان میں سے کوئی آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوتا تو آپ اسے احکام الٰہی سکھاتے اور قرآن پڑھاتے، وہ واپس مدینہ منورہ آ کر تبلیغ کرتا تو اسکے سارے گھر والے مسلمان ہو جاتے، اس طرح انصار کا کوئی خاندان ایسا نہیں تھا جس میں اسلام کا برملا اظہار کرنے والی ایک جماعت موجود نہ ہو، ایک وقت ایسا آیا کہ ہم سب اہل مدینہ نے مشورہ کیا اور طے پایا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول کب تک مکہ کے پہاڑوں میں پھریں گے اور اہل مکہ سے چھپ کر زندگی گزاریں گے، ہمیں آگے بڑھ کر آپ کا ہاتھ بٹانا چاہئے اور اس مصیبت کی زندگی سے آپ کو نجات دلانا چاہئے، چنانچہ ہم نے موسم حج میں آپ سے ملاقات کی اور عقبہ کی گھاٹی میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا وعدہ کیا، آپ کے چچا عباس کو پتہ چلا تو کہنے لگے، بھتیجے! معلوم نہیں آپ کے پاس یہ کون لوگ آتے ہیں، اہل یثرب سے میں بھی واقف ہوں، پھر جب مقررہ جگہ میں ایک ایک دو دو آدمی مل کر آپ ﷺ کے پاس جمع ہوئے اور عباس نے ہمیں دیکھا تو کہا، ان لوگوں کو تو میں نہیں جانتا، یہ تو نوعمر ہیں، ہم نے کہا، یا رسول اللہ! ہم کس بات پر آپ کی بیعت کریں؟ آپ نے فرمایا، خوشی اور ناخوشی پر، بات سننے اور اس کے مطابق عمل کرنے پر، تنگی اور خوشحالی میں خرچ کرنے پر اور اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرو گے اور جب میں تمہارے پاس آؤں تو میری مدد کرو گے، مجھے اس چیز سے بچاؤ گے جس

Marfat.com

سے اپنی جانوں اور بیوی بچوں کو بچاتے ہو، اس کے بدلے میں تمہیں جنت ملے گی، ہم لوگ بیعت کرنے کیلئے اٹھے تو اسعد بن زرارہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا، یہ وہاں جمع ہونے والے ستر آدمیوں میں سب سے چھوٹے تھے، انہوں نے کہا، اے اہل یثرب! ذرا صبر سے کام لو اور دیکھو ہم نے آپ کی طرف سفر اس لئے کیا ہے کہ ہمیں یقین ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں مگر آپ کو ساتھ لے جانے میں سارے عرب کی دشمنی مول لینا ہے، ایک ایسا وقت بھی آسکتا ہے کہ تم پر تلواریں چلیں گی، تمہارے بہتر لوگ قتل ہوں گے، اگر یہ سب کچھ برداشت کرنے کیلئے تیار ہو تو آپ کو اپنے ساتھ لے چلو، اس کا اجر اللہ تعالیٰ سے پاؤ گے، اور اگر تم ڈرتے ہو کہ یہ بوجھ نہیں اٹھا سکو گے تو آپ کو یہاں رہنے دو، تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک معذور سمجھے جاؤ گے، یہ تقریر سن کر سب بولے، اسعد! اپنا ہاتھ پیچھے ہٹاؤ، خدا کی قسم ہم اس بیعت سے پیچھے نہیں ہٹیں گے اور نہ اس کو واپس کریں گے، چنانچہ ایک ایک آدمی آتا رہا اور آپ سے بیعت کرتا رہا اور آپ اسے جنت کی بشارت دیتے رہے۔

﴿مختصر سیرۃ الرسول: ۲۷۲، سیرت ابن کثیر ۲: ۱۹۵، سبل الھدیٰ ۳: ۲۷۷﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ کتنے خوبصورت ہیں، **یاخذ علینا شرطه و یعطینا علیٰ ذالک الجنة**، حضور اقدس ﷺ اپنی شرط پر ہم سے بیعت لیتے رہے اور ہمیں جنت عطا فرماتے رہے، یہ روایت امام احمد اور امام بیہقی نے بھی بیان کی ہے، امام حاکم اور امام ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے، امام ابن اسحاق کے نزدیک بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک افراد کی تعداد تہتر تھی جن میں دو خواتین بھی تھیں، ایک کا نام ام عمارہ نسیبہ بنت کعب جو قبیلہ مازن بنی نجار سے تعلق رکھتی تھیں، دوسری خاتون کا نام اسما بنت عمرو بن عدی تھا جو بنو سلمہ سے تعلق رکھتی تھیں، علامہ ابن کثیر کے نزدیک گیارہ افراد قبیلہ اوس سے جبکہ باسٹھ افراد قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے، انصار کے قافلے کی قیادت

Marfat.com

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے، اس قافلے میں یثرب کے مشرک بھی تھے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب کی کامیاب سرگرمیوں کو سن کر بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرمایا۔ ﴿سیرت حلبیہ ۱: ۴۰۸﴾ یثرب کے مشرکین میں سے ایک سردار عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی تھا، انصار نے کہا کہ تم ہمارے سردار ہو، ہمیں گوارا نہیں کہ تم ہمیشہ کیلئے دوزخ میں چلے جاؤ، چنانچہ وہ بھی ان کی تبلیغ پر مسلمان ہو گیا اور بیعت عقبہ میں شرکت کی، اس تاریخی بیعت میں انصار نے کمال جان نثاری کا مظاہرہ کیا، ایک روایت ہے کہ ابو الہیثم رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رخ کر کے عرض پرداز ہوئے، یارسول اللہ! ہم اگر آپ کی پیروی میں لوگوں سے جنگ کریں اور تمام تر رشتہ داریاں پس پشت ڈال دیں تو آپ ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ کر اپنے شہر تو نہیں چلے آئیں گے، آپ ان کی بات سن کر مسکرائے اور فرمایا، الدم والدم والھدم والھدم، تمہاری جنگ کے ساتھ میری جنگ ہوگی اور تمہاری صلح کے ساتھ میری صلح ہوگی، سیرت ابن ہشام کی روایت میں ہے، تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں، جس سے تم لڑو گے اس سے میں لڑوں گا اور جس سے تم صلح کرو گے اس سے میں صلح کروں گا، پھر سب انصار نے ان الفاظ کے ساتھ بیعت فرمائی تھی:

⦿...... ابو الہیثم نے کہا، یارسول اللہ! میں آپ کی اس طرح بیعت کر رہا ہوں جس طرح بنی اسرائیل کے بارہ نقیبوں نے بیعت کی تھی۔

⦿...... عبداللہ بن رواحہ نے کہا، یارسول اللہ! میں اس امر پر آپ کی بیعت کر رہا ہوں کہ جس طرح حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔

⦿...... اسعد بن زرارہ نے کہا، یارسول اللہ! میں اس بات پر بیعت کر رہا ہوں کہ وفا میرے عہد کی تصدیق کرے گی اور عمل میرے قول کی تائید کرے گا۔

Marfat.com

⊙ ...... نعمان ابن حارثہ نے کہا، یارسول اللہ! میں اس بات پر بیعت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی قریب اور بعید کا رشتہ خاطر میں نہیں لاؤں گا، اگر آپ کا حکم ہوتو ہم ابھی تلواریں لے کر اہل منیٰ پر پل پڑیں، آپ نے فرمایا! بھی مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا۔

⊙ ...... عبادہ بن صامت نے کہا، یارسول اللہ! میں اس بات پر بیعت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کو خاطر میں نہیں لاؤں گا۔

⊙ ...... سعد بن ربیع نے کہا، یارسول اللہ! میں اس بات پر بیعت کرتا ہوں کہ کبھی خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی نہیں کروں گا اور نہ کبھی ان سے نقض عہد کروں گا۔

روایات میں آتا ہے کہ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ راستے کی نگرانی کر رہے تھے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دھانے پر متعین تھے، جب تمام لوگ سکون کے ساتھ بیٹھ گئے تو حضرت عباس نے کہا، اے خزرج کے لوگو! ہماری نگاہوں میں جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے اس سے تم بخوبی آگاہ ہو، ہم نے قریش مکہ کے ہم عقیدہ ہو کر بھی ان کا خوب دفاع کیا ہے، اگر تم نے اپنے معاہدے پر قائم رہنا ہے تو خوب ورنہ کل کسی مرحلے میں ان کو بے یارو مددگار چھوڑنے سے بہتر ہے کہ آج ہی دستبردار ہو جاؤ، کیونکہ یہ اپنے اہل قوم میں معزز بھی ہیں اور محفوظ بھی، انصار نے جواب دیا، اے عباس! ہم نے آپ کی گفتگو سن لی، یارسول اللہ! اب آپ ارشاد فرمایئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی چند آیات کی تلاوت فرمائی، اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا ذکر فرمایا اور اسلام کی بنیادی تعلیمات پر روشنی ڈالی، پھر فرمایا، میں اپنے رب تعالیٰ کے بارے میں یہ شرط رکھتا ہوں

Marfat.com

کہ تم میرا ایسے ہی دفاع کرو گے جس طرح اپنی عورتوں، بیٹیوں اور جانوروں کا دفاع کرتے ہو، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی، اگر ہم ان شرطوں کو مان لیں تو کیا انعام ملے گا، آپ نے فرمایا، تمہیں جنت ملے گی، انہوں نے عرض کیا، یہ سودا تو بڑا ہی فائدہ مند ہے، یہ معاہدہ نہ ہم توڑیں گے اور نہ کسی کو توڑنے دیں گے، ﴿سیرت حلبیہ ۱:۴۱۰﴾ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بارہ نقیب مقرر فرمائے، جن کے اسما گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

1: حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ............ یہ بنی نجار کے نقیب مقرر ہوئے۔

2: حضرت رافع بن مالک............ یہ بنی زریق کے نقیب مقرر ہوئے۔

3: حضرت سعد بن ربیع............ یہ بنی حارث کے نقیب مقرر ہوئے۔

4: حضرت عبداللہ بن رواحہ

5: حضرت سعد بن عبادہ............ یہ بنی ساعدہ کے نقیب مقرر ہوئے۔

6: حضرت منذر بن عمرو۔

7: حضرت براء بن معرور۔

8: حضرت عبداللہ بن عمرو۔

9: حضرت عبادہ بن صامت۔

10: حضرت اسید حضیر............ یہ بنی عبدالاشہل کے نقیب مقرر ہوئے۔

11: حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر۔

12: حضرت سعد بن خثیمہ (سبل الہدیٰ ۳:۲۸۱﴾

ان مبارک نقیبوں میں نو کا تعلق بنوخزرج سے اور آخری تین کا تعلق بنو اوس کے ساتھ تھا۔

Marfat.com

شیطان کا اظہار غم:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بیعت کرنے سے فارغ ہو گئے تو شیطان نے گھاٹی کی بلندی سے چلا کر کہا، اے منیٰ کے خیموں میں اترنے والو! کیا تمہیں مذمم اور اسکے بے دین ساتھیوں کے منصوبوں کی کچھ خبر ہے، ﴿معاذ اللہ﴾ یہ تم سے لڑنے کیلئے اکٹھے ہو رہے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، گھاٹی پر متعین شیطان ہے، اس کا نام ازب بن ازیب ہے، پھر آپ نے فرمایا، اللہ کے دشمن! کان کھول کر سن لے، اللہ کی قسم! میں عنقریب تیرے لئے فارغ ہو جاؤں گا، پھر آپ نے صحابہ سے فرمایا، اپنے اپنے ڈیروں پر چلے جاؤ، لیکن حضرت عباس بن عبادہ بن نضلہ نے کہا، اس خدا کی قسم جس نے آپ کو وحی کے ساتھ بھیجا ہے، اگر آپ اجازت دیں تو ہم تلواریں لے کر اہل منیٰ پر پل پڑتے ہیں اور انہیں نیند ہی میں موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں، آپ نے فرمایا، ہمیں اس کی اجازت نہیں، آپ سب حضرات اپنے ڈیروں پر چلے جائیں، چنانچہ ہم آکر اپنے بستروں پر لیٹ گئے اور صبح تک سوتے رہے، صبح ہوئی تو قریش کے سردار اور رئیس ہمارے ڈیروں پر آئے اور پوچھنے لگے، اے گروہ خزرج! ہمیں خبر ملی ہے کہ تم ہمارے اس ساتھی کے پاس آئے ہو اور اسکو اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہو اور ہمارے ساتھ لڑنے کیلئے اس کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہو، بخدا عرب کا کوئی ایسا قبیلہ نہیں کہ اس کے ساتھ لڑنا ہمیں تمہارے ساتھ لڑنے سے زیادہ ناپسند ہو، ہماری قوم کے مشرک جو وہاں موجود تھے، اٹھے اور خدا کی قسم اٹھا کر کہنے لگے ایسا ہرگز نہیں ہوا، ہمیں اس کا قطعاً علم نہیں، وہ سچ ہی کہتے تھے، انہیں واقعی اس کا کوئی علم نہیں تھا، اس موقعہ پر عبداللہ بن ابی مشہور منافق نے

Marfat.com

بھی کہا، یہ خبر باطل ہے، ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا، میری قوم اس قسم کے اہم معاملے کا فیصلہ میرے بغیر نہیں کرتی، قریش مکہ یہ سن کر مطمئن ہو کر چلے گئے لیکن بعد میں انہیں معلوم ہو گیا کہ اس قسم کا واقعہ ضرور ہوا ہے اس لئے وہ مدنی مسلمانوں کی تلاش میں نکلے مگر سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو کے سوا کوئی ہاتھ نہ آیا، منذر بن عمرو بھی بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے مگر سعد بن عبادہ گرفتار ہو گئے، انہوں نے ان کے ہاتھ پالان کی رسی سے ان کی گردن کے ساتھ باندھ دیئے اور مکہ مکرمہ لا کر بہت مارا پیٹا اور ان کے سر کے بال کھینچ کر عذاب دیا، ابھی وہ ظلم و ستم کر رہے تھے کہ جبیر بن معطم اور حارث بن حرب نے درمیان میں آ کر چھڑا یا کیونکہ جب وہ اپنی تجارت لے کر مدینہ سے گزرتے اور اہل مدینہ سے کوئی ان پر ظلم و ستم کرنا چاہتا تو سعد بن عبادہ ان کو بچایا کرتے تھے، ادھر جب انصار نے دیکھا کہ سعد تو کفار مکہ کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے ہیں، انہوں نے جوابی حملے کیلئے تیاری کی مگر ان کو آتے دیکھ کر رک گئے اور پھر وہ سب رسول اللہ ﷺ کی عقیدت و مسرت کے ساتھ مدینہ کو کوچ کر گئے، اس موقعہ پر ضرار بن خطاب بن مرداس نے کہا ؎

تدارکت سعداً عنوة فاسرته ۔ وکان شفائی لو تدارکت منذراً
ولو نلته طلت و ماجراحه ۔ وکان حقیقاً ان یهان و یهدراً

ترجمہ: میں نے سعد کو بزور بازو پکڑ لیا اور گرفتار کر لیا مگر میرا سینہ تو تب ٹھنڈا ہوتا اگر میں منذر کو بھی پکڑ لیتا اور اگر میں اس کو پکڑ لیتا تو اس کے زخموں کا خون باطل نہ ہوتا اور وہ مستحق بھی تھا کہ اس کی بے عزتی کی جائے اور اس کا خون بہایا جائے۔

حضرت امام ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ان دو شعروں کا جواب حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے درج ذیل اشعار میں دیا ؎

Marfat.com

لست الی سعد ولا المرء منذر اذا نا ماامطایا القوم اصبحن ضمرا

فلو لا ابو وھب لمرت قصائد الی شرف البرقاء یھوین حسرا

اتفخر بالکتان لما بسته و قد یلبس الانباط ریطاً مقصرا

فلا تک کالوسنان یحلم انه بقریة کسریٰ او بقریة قیصرا

ولاتک کالثکلی و کانت بمغول عن الشکل لو کان الفواد تفکرا

ولاتک کالشاة التی کان حتفها بحفر ذراعیھا فلم ترض محضرا

ولا تک کالعادی و اقبل نحره ولم یخشه سھم من النبل مضمرا

فانا ومن یھدی القصائد نحونا کمستبضع تمراً الیٰ اھل خیبرا

ترجمہ: تو سعد اور منذر تک نہیں پہنچ سکتا جب تک تضمیر شدہ سواریاں ان کی سواری کیلئے موجود ہیں، اگر ابو وہب کا لحاظ نہ ہوتا تو میرے ہجو یہ قصیدے کھلم کھلا شرف البرقا تک پہنچ جاتے، کیا تو کتان کے عمدہ کپڑے پہن کر فخر کرتا ہے، حالانکہ کبھی کسان بھی ڈھلی ہوئی باریک چادریں پہن لیتے ہیں، اس اونگھنے والے کی طرح نہ بن جو خواب دیکھتا ہے کہ کبھی وہ کسریٰ اور کبھی قیصر کے شہر میں پہنچ گیا ہے اور اس مرے ہوئے بچے والی عورت کی طرح نہ ہو جو بچہ مرنے کے غم سے دور ہے، اگر اس کے دل میں سوچنے کا مادہ ہو، اور نہ اس بکری کی طرح ہو جس کی موت اس کے کھروں سے زمین کھودنے کے باعث ہوئی اور وہ اس کھدائی سے راضی نہ ہوئی، اور نہ اس چیخنے والی کی طرح ہو جس کا سینہ سامنے ہے اور ابھی اس میں باریک اور تیز تیر پیوست نہیں ہوا، ہماری طرف ہجو یہ قصیدے بھیجنے والا ایسا ہے جیسے کوئی تاجر کھجوریں بیچنے کیلئے خیبر کا قصد کرے۔ ﴿مختصر سیرۃ الرسول ص ۲۷۶، ۲۷۷﴾

Marfat.com

دیار یثرب کے چند واقعات:

نبوت کے بارہویں اور تیرھویں سال کے دوران دیار یثرب میں کچھ ایمان افروز واقعات کا ظہور ہوا، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بہت خوبصورت اور صاحب علم شخصیت کے حامل تھے، آپ کی زبان میں فیضان نبوت کی برکت سے از حد تاثیر تھی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو دیار یثرب کے لئے بھیجا تو انہوں نے جاتے ہی اپنے اعلیٰ اخلاق اور عمدہ شمائل سے لوگوں کے دل جیت لئے، اس ضمن میں چند واقعات پیش خدمت ہیں تاکہ مبلغین اسلام کیلئے راہنمائی کا ذریعہ حاصل ہو جائے۔

(1)

ایک روز حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر عبدالاشہل اور بنو ظفر کے علاقے میں آئے اور ایک باغیچے میں ''بئر مرق'' نامی کنویں کے پاس بیٹھ گئے، اردگرد کے علاقے سے مسلمانوں کو معلوم ہوا تو وہ بھی وہاں اکٹھے ہو گئے، ان دنوں سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر اپنی قوم بنو عبد الاشہل کے سردار تھے، وہ دونوں ابھی مشرک اور بت پرست تھے، سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر سے کہا، تمہارا باپ مرے، تم ان دونوں کے پاس جاؤ اور ان کی سرزنش کرو کہ ہمارے لوگوں کو بیوقوف نہ بنائیں، اگر مجھے اپنے خالہ زاد اسعد بن زرارہ کا لحاظ نہ ہوتا تو میں خود وہاں چلا جاتا، اسید بن حضیر نے نیزہ سنبھالا اور بنو ظفر کے باغیچے کی طرف چل پڑا، اسے دیکھ کر حضرت اسعد رضی اللہ عنہ نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ سے کہا، وہ ہمارا سردار آرہا ہے، اسے اس طریقے سے تبلیغ کرو کہ وہ بھی دین خدا کی تصدیق کرنے لگے، اتنے میں اسید بن حضیر قریب آگیا، اس نے غصے کے عالم

Marfat.com

میں کہا، تم کیا ہمارے لوگوں کو بیوقوف بنانے کیلئے یہاں آ گئے ہو، اگر تمہیں اپنی زندگی عزیز ہے تو فوراً یہاں سے چلے جاؤ، حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آپ ذرا سی دیر ہمارے پاس بیٹھیے، ہماری گفتگو سنئے، اگر پسند آ گئی تو قبول کیجئے اور اگر آپ کو پسند نہ آئی تو ہم خاموش ہو جائیں گے، اسید بن حضیر نے کہا، تم نے انصاف کی بات کی ہے، لہذا اپنا نیزہ زمین میں گاڑ کر وہاں بیٹھ گیا، حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے اسلام کی بنیادی تعلیمات کا بیان شروع کیا اور قرآن پاک کی چند آیات تلاوت فرمائیں، لوگوں نے خاموش بیٹھے ہوئے اسید بن حضیر کے چہرے پر ایمان کا جھلملاتا ہوا نور مشاہدہ کر لیا تھا، اس نے بے اختیار ہو کر کہا، آپ نے کتنی عمدہ تعلیمات کا درس دیا ہے، اگر کوئی شخص آپ کے دین میں داخل ہونا چاہے تو اسے کیا کرنا پڑے گا، حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، پہلے غسل کرے پھر پاکیزہ لباس پہن کر کلمہ پڑھے اور دو رکعت نماز نفل ادا کرے، یہ ہدایت سن کر اسید بن حضیر اٹھا اور پہلے جا کر غسل کیا، پھر پاکیزہ کپڑے پہنے اور کلمہ طیبہ پڑھ کر دو رکعت نماز نفل ادا کی، پھر اس نے کہا، میرے پیچھے ایک شخص ہے، اگر وہ آپ کا پیروکار بن گیا تو ساری قوم دین خدا کو قبول کر لے گی، میں اس کو بھی آپکے پاس بھیجتا ہوں، اب حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے نیزہ پکڑا اور سعد بن معاذ کے پاس آئے، سعد بن معاذ اپنی قوم کے ہمراہ ان کا انتظار کر رہا تھا، جب اس نے حضرت اسید بن حضیر کو آتے دیکھا تو پکار اٹھا، میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں، اسید کا چہرہ بدلہ ہوا ہے، جس چہرے کے ساتھ وہ گیا تھا، اس کے ساتھ واپس نہیں آیا۔ ﴿سبل الهدی ۳:۳۷۲﴾

﴿2﴾

جب حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ پہنچے تو سعد بن معاذ نے پوچھا، معاملہ کیسا رہا، انہوں نے کہا، مجھے تو ان لوگوں کی گفتگو میں کوئی خرابی نظر نہیں آئی، ہاں مجھے کسی

Marfat.com

نے بتایا ہے کہ بنو حارثہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ وہ تمہارے خالہ زاد ہیں، یہ سنتے ہی سعد بن معاذ کو جوش آ گیا، وہ نیزہ لے کر اس طرف چل پڑا، اس نے دیکھا کہ وہ دونوں تو نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، پھر وہ سمجھ گیا کہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اسے صرف اسی لئے بھیجا ہے کہ وہ بھی ان کی گفتگو سن لے، اس نے اسعد سے مخاطب ہو کر کہا، اللہ کی قسم! اے ابو امامہ، اگر میرے اور تمہارے درمیان رشتہ نہ ہوتا تو تم کبھی ہمارے علاقے میں آ کر یہ کام کرنے کی جسارت نہ کرتے، ادھر حضرت اسعد رضی اللہ عنہ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے کہا، ہمارے پاس اپنی قوم کا سردار آ گیا ہے، اگر اس نے آپ کی تابع فرمانی قبول کر لی تو پھر کوئی فرد پیچھے نہیں رہے گا، حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے سعد بن معاذ! کیا آپ بیٹھ کر میری گفتگو نہیں سن سکتے، اگر آپ کو میری گفتگو پسند آ گئی تو قبول کر لینا ورنہ ہم آپ کے ناپسندیدہ کام سے دستبردار ہو جائیں گے، یہ صاف ستھری گفتگو سن کر سعد بن معاذ نے کہا، تم نے بڑے انصاف کی بات کی ہے، پھر وہ اپنا نیزہ زمین میں گاڑ کر بیٹھ گیا تو حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا اور قرآن پاک کی چند آیات کی تلاوت فرمائی، حضرت موسیٰ بن عقبہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے سورۃ الزخرف کی ابتدائی آیات کی تلاوت فرمائی تھی، قرآن پاک نے سعد بن معاذ کے دل کی دنیا کو تبدیل کر کے رکھ دیا، اس کے چہرے پر ایمان کی روشنی ہویدا ہونے لگی، اس نے بھی پوچھا کہ اگر کوئی شخص تمہارے دین میں داخل ہونا چاہے تو اسے کیا کرنا چاہیے، حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، غسل کر کے پاکیزہ لباس پہننا چاہیے، پھر اسے کلمہ پڑھ کر دو رکعت نماز نفل ادا کرنی چاہیے، سعد بن معاذ نے بھی یہ کام کیا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گیا، جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنی قوم میں آئے تو لوگوں نے کہا، اللہ کی قسم! اس

Marfat.com

کا چہرہ بھی بدلہ ہوا ہے، انہوں نے اپنی قوم سے کہا، اے عبدالاشہل کے لوگو! تم میرے متعلق کیا رائے رکھتے ہو، سب نے بیک زبان ہو کر کہا، آپ ہمارے سردار ہیں، آپ کی رائے افضل ہے اور آپ کی ذات مبارک ہے، انہوں نے کہا، تمہارے مردوں اور عورتوں کے ساتھ میرا اس وقت تک گفتگو کرنا حرام ہو گا جب تک تم لوگ ایمان قبول نہ کر لو گے، شام ہونے تک بنو عبدالاشہل کا کوئی فرد بھی ایسا نہ رہا جس نے دامن اسلام سے وابستگی اختیار نہ کر لی، پھر حضرت سعد اور حضرت مصعب کی کوششوں سے انصار کے خاندان مسلمان ہو گئے، صرف چند خاندان اپنے قومی شاعر ابو قیس کی وجہ سے کفر پر قائم رہے، غزوہ خندق کے موقعہ پر انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

...... ﴿3﴾ ......

ابو قیس بہت بڑا شاعر تھا اور اپنی قوم کا دانشور تھا، بت پرستی سے دل برداشتہ تھا، راہبانہ طور طریقے کو پسند کرتا تھا، اس کے حجرے میں کوئی حائضہ عورت داخل نہ ہو سکتی تھی، اس نے اپنے ساتھ عہد کر رکھا تھا کہ وہ ہمیشہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خدا کی عبادت کرے گا، جب سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما ہوئے تو ابو قیس نے بڑھاپے کے عالم میں اسلام قبول کر لیا اور بقیہ زندگی آپ کی اطاعت اور محبت میں بسر کی، روایت میں ہے کہ وہ بڑا حق گو انسان تھا، اس نے زمانہ جاہلیت میں بھی اللہ تعالیٰ کی از حد تعظیم کی اور اسکی عظمت و بزرگی میں بڑے اچھے اشعار قلمبند کیے۔ ﴿سبل الہدیٰ ۳:۲۷۵﴾

ایک اور شخص اصیرم بن عمرو کے نام سے مشہور تھا، اس نے بھی اپنی قوم کے ساتھ اسلام قبول نہ کیا، جب میدان احد میں اہل اسلام اور اہل کفر نبرد آزما ہوئے تو وہ اسلام کی صداقت سے متاثر ہو کر میدان میں کود پڑا یہاں تک کہ شدید

Marfat.com

زخمی ہو گیا، بنو عبد الاشہل اپنے زخمیوں کی تلاش میں نکلے تو انہیں اصیرم بن عمرو بھی مل گیا، اس پر حالت نزع طاری تھی، انہوں نے پوچھا، تم کیسے آئے، اس نے کہا، میں صرف اسلام کی خاطر یہاں آیا ہوں، میں نے اسلام قبول کر لیا اور اس کیلئے جنگ کرتے ہوئے میری یہ حالت ہوئی جسکا تم مشاہدہ کر رہے ہو، پھر اسکی جان قفس عنصری سے نکل گئی، انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے سارا ماجرا بیان کیا تو آپ نے فرمایا، انہ لمن اھل الجنۃ، بے شک وہ اہل جنت میں شمار ہوگا، حضرت اصیرم بن عمرو رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ وہ جنتی ہیں جنھوں نے ایک بھی نماز ادا نہیں کی، کیونکہ انہوں نے اسلام قبول کیا، تلوار پکڑی، زخمی ہوئے اور شہید ہو گئے۔ ﴿اُسد الغابہ ۴:۹۱﴾ حضرت اقبال کہتے ہیں ؎

شہادت ہے مقصود و مطلوب مومن
نہ مال غنیمت، نہ کشور کشائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

﴿4﴾

حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں کتنی دیر قیام کیا، وہ کہنے لگیں، کیا تم نے ابو صرعہ قیس بن ابی انیس کے اشعار نہیں پڑھے، پھر انہوں نے وہ اشعار سنائے ؎

ثوٰی فی قریش بضع عشرۃ حجۃ — یذکر لو لا قی صدیقاً مواتیاً
ویعرض فیھا فی المواسم نفسہ — فلم یر من یووی ولم یر داعیا
فلما اتانا واطمانت بہ النوی — واصبح مسروراً بطیبہ راضیاً

ترجمہ: پھر آپ قریش میں دس اور کچھ سال اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتے

Marfat.com

رہے کہ شاید کسی تصدیق کرنے اور اطاعت کرنے والے سے ملاقات ہو جائے اور موسم حج پر لوگوں کو اپنی رسالت کی دعوت پیش کرتے رہے مگر آپ نے کوئی پناہ دہندہ اور داعی حق نہ پایا، پھر جب آپ ہمارے پاس تشریف لائے تو اسلام کا گھر مطمئن ہو گیا اور آپ قلب وجگر سے مسرور اور راضی ہو گئے۔ ﴿دلائل النبوۃ ص ۲۶۵، متدرک ۲: ۶۲۷﴾

......﴿5﴾......

دیار یثرب میں بنوسلمہ کے ایک سردار کا نام عمرو بن جموح تھا، وہ بڑی سختی کے ساتھ کفر وشرک پر ڈٹا ہوا تھا، لیکن اس کا فرزند معاذ بن عمرو دولت اسلام سے مشرف ہو چکا تھا، اس نے بھی عقبہ میں حضور اقدس ﷺ کے دست مقدس پر بیعت کی تھی، عمرو بن جموح نے اپنے گھر میں لکڑی کا بت بنوا کر رکھا ہوا تھا، بت کا نام ''لات'' تھا، وہ ہر وقت اس معبود باطل کی عبادت میں لگا رہتا تھا، بنوسلمہ کے مسلمان نوجوانوں نے عمرو بن جموح کو کفر وشرک سے ہٹانے کیلئے ایک منصوبہ بنایا، وہ یہ کہ رات کے وقت وہ اسکے بت کو اٹھاتے اور باہر بنوسلمہ کے کسی ایسے گڑھے میں پھینک آتے جو کوڑے کرکٹ سے بھرا ہوتا، عمرو بن جموح صبح سویرے اٹھ کر معبود باطل کو تلاش کرتا اور کہتا، تمہاری خرابی، آج رات کس نے ہمارے معبود پر ظلم کیا، پھر وہ کسی گڑھے میں اسے مل جاتا تو اسے اٹھا کر لے آتا، اسے غسل دیتا، خوشبو لگاتا اور پھر سجا بنا کر پوجنا شروع کر دیتا، ساتھ ساتھ کہتا، کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ کس آدمی نے تیرے ساتھ یہ ظلم کیا ہے تاکہ میں اس کی خوب خبر لوں، یہ ہر روز کا معمول بن گیا تو ایک دن اس نے تنگ آ کر تلوار بت کے گلے میں لٹکا دی اور کہا، اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ وہ ظالم کون ہے، اگر تجھ میں کوئی خیر ہے تو خود اس تلوار کے ساتھ اپنا دفاع کر لے، جب رات آئی تو نوجوانوں نے مرے ہوئے

Marfat.com

کتے کو اس کے ساتھ باندھا اور غلاظتوں کے ڈھیر پر پھینک دیا، ادھر عمرو بن جموح مطمئن تھا کہ آج رات اسکا معبود ضرور مقابلہ کرے گا مگر صبح ہوتے ہی اسکی مردانگی کی قلعی کھل گئی، اس نے دیکھا کہ اس کا معبود بے بسی کی تصویر بنا مردہ کتے کے ساتھ غلاظتوں کے ڈھیر پر پڑا ہوا تھا، اب اس کی آنکھوں سے جہالت کے پردے اٹھ گئے، اسے شعور حاصل ہو گیا کہ جو معبود خود اپنی تذلیل کا بدلہ نہیں لے سکتا، وہ اس کیلئے کیونکر خیر کا باعث ہو سکتا ہے، اس نے کلمہ پڑھ کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اور اپنے جذبات کا اظہار اس طرح سے کیا ۔

واللہ لو کنت الھا لم تکن انت و کلب وسط بئر فی قرن
اف لملقاک الھا مستدن ، الان فتشناک عن سو الغبن
ھو الذی انقذنی من قبل ان اکون فی ظلمۃ قبر مرتھن
الحمد للہ العلیٰ ذی المنن الواھب الرزاق دیان الدین

ترجمہ: اللہ کی قسم! اگر تو خدا ہوتا تو دامن کوہ میں گڑھے کے اندر تو اور کتا اکٹھے نہ پڑے ہوتے، افسوس ہے تیرے یوں مرنے پر، کیا تو ایسا ذلیل خدا تھا، اب ہم نے تحقیق کی تو تجھے نہایت حماقت کا مرکز پایا، وہ تو اللہ ہی ہے جس نے مجھے بچا لیا، اس سے پہلے کہ میں اندھیری قبر میں رکھ دیا جاتا، اللہ تعالیٰ کیلئے تمام تعریف ہے جو والی نعمت ہے، جو سچا رازق ہے اور جزا وسزا کا مالک ہے۔ ﴿دلائل النبوۃ﴾

حضرت ابراہیم بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے اپنی روایات میں یہ اضافہ کیا ہے کہ جب عمرو بن جموح نے خدا تعالیٰ کو پہچان لیا اور بت پرستی سے کنارہ کشی کر لی تو ضلالت وسفاہت سے چھٹکارا حاصل کرنے کی خوشی میں یہ اشعار کہے ۔

اتوب الی اللہ مما مضیٰ واستنقذ اللہ من نارہ

Marfat.com

والنی علیہ بنعمائہٖ	الٰہ العرام واستارہ
فسبحانہ عدد الخاطئن	وقطر السماء و مدرارہ
ھدانی و قد کنت فی ظلمۃ	حلیف منادۃ و احجارہ
وانقذنی بعد سیب القذا	لمن شین ذاک و من عارہٖ
فقد کذت اھلکت فی ظلمۃٍ	تدارک ذاک بمقدارہٖ
فحمداً وشکراً لہ مابقیت	الٰہ الا نام و جبارہٖ

ترجمہ: میں گزشتہ گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں اور اسکی دوزخ سے اسکی پناہ مانگتا ہوں، اس کی نعمتوں پر اس کی ثنا کہتا ہوں جو حرم اور اس کے پردوں کا خدا ہے، اللہ تعالیٰ کیلئے حمد و ثنا ہے گناہ کرنے والوں کی تعداد کے برابر اور آسمان اور اس کی موسلا دھار برسنے والی بارش کے قطروں کی تعداد کے برابر، اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت عطا کردی جبکہ میں تاریکی میں تھا، منات اور اسکے پتھروں کا حامی اور دوست تھا، سر سفید ہونے کے بعد مجھے اس کی نحوست اور عار سے نجات عطا فرمائی، میں تو تاریکی میں ہلاکت کے قریب ہو چکا تھا مگر جس قدر تاریکی تھی، اللہ تعالیٰ نے اسی قدر مجھے نور ہدایت دے دیا، اسی کی حمد اور اسی کا شکریہ ادا کروں گا جو تمام انسانوں کا خدا اور جبار ہے۔ ﴿ایضاً ص ۲۷۶﴾

﴿6﴾

حضرت امام بیہقی نے حضرت عیسیٰ بن ابی عیسیٰ بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ ایک رات قریش مکہ نے جبل ابی قبیس سے کسی شخص کو پڑھتے ہوئے سنا

فان یسلم السعدان یصبح محمد

بمکۃ لا یخشیٰ خلاف المخالف

Marfat.com

یعنی اردگرد سعد اسلام قبول کرلیں تو پھر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں کسی مخالف کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں رہے گی، جب صبح نمودار ہوئی تو ابوسفیان نے پوچھا، یہ دوسعد کون ہیں، سعد بن بکراور سعد بن ہدیم ہیں یا کوئی اور ہے، سارا دن قریش یہی سوچتے رہے، مگر کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے، دوسری رات پھر کسی شخص نے بلند آواز سے یہ اشعار پڑھے ۔

ایا سعد سعد الاوس کن انت ناصرا ویاسعد سعد الخزرجین الغطارف

اجیبا الی داعی الهدیٰ و تمنیا علیٰ الله فی الفردوس منیة عارف

فان ثواب الله للطالب الهدیٰ جنان من الفردوس ذات رفارف

ترجمہ: اے اوس اور خزرج کے سعد! تم دونوں مددگار بن جاؤ، تم داعی ہدایت کی دعوت کو قبول کرلو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آرزومند رہو کہ وہ تمہیں فردوس میں جگہ عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ کا ثواب ہدایت کے طلبگار کیلئے ہے اور وہ ہے جنت الفردوس جو بہت سرسبز وشاداب ہے، جب صبح نمودار ہوئی تو ابوسفیان نے کہا، اللہ کی قسم! وہ سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ ہیں۔

مقام انصار ــــــــــ قرآن پاک کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضور پیغمبر نور ﷺ کی امداد کرنے والے عظیم افراد کی خوب شان بیان فرمائی ہے، تبرک کیلئے چند آیات کی تلاوت نہایت ایمان افروز ہوگی:

⊙ ......اور جنھوں نے ﴿ان مہاجرین کو﴾ پناہ دی اور ان کی امداد کی، وہی لوگ پکے ایماندار ہیں، انہی کیلئے مغفرت ہے اور باعزت روزی ہے۔ ﴿سورۃ الانفال: ۷۴﴾

Marfat.com

⊙...... اور اس مال میں ان لوگوں کا بھی حق ہے جو پہلے ہجرت گاہ میں مقیم ہیں اور ایمان میں راسخ ہیں، وہ اپنے پاس آنے والے ہر مہاجر سے محبت کرتے ہیں، وہ اپنے سینوں میں اس چیز کے متعلق کوئی حاجت نہیں پاتے جو مہاجروں کو عطا کر دی جائے، بلکہ وہ ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگر چہ ان کو اس چیز کی شدید ضرورت کیوں نہ ہو، اور جس کو نفس کی حرص سے بچا لیا گیا ہو تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔ ﴿سورۃ الحشر:۹﴾

⊙...... اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے، اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی اور ان کیلئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔ ﴿سورۃ التوبہ:۱۰۰﴾

⊙...... بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں اس نبی اکرم اور مہاجرین اور انصار پر جنھوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں، پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا، بے شک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے۔ ﴿سورۃ التوبہ:۱۱۷﴾

مقام انصار ______ حدیث پاک کی روشنی میں:

حضور پیغمبر نور ﷺ نے بھی جا بجا اپنے انصار مدینہ کی محبتوں اور عقیدتوں کا ذکر فرمایا ہے، چند احادیث نبویہ سے دیدہ و دل کو تابناک کیجئے:

⊙...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سلطنت قریش میں ہے اور قضا انصار میں ہے اور اذان حبشہ میں ہے اور امانت ازدیعنی یمن میں ہے، ایک روایت میں یہ حدیث موقوف ہے، ترمذی نے فرمایا کہ یہ بہت صحیح ہے۔ ﴿مشکوۃ ۳:۳۲۰﴾

Marfat.com

⊙...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش اور انصار، جھینہ اور مزینہ، اسلم اور غفار اور اشجع میرے دوست ہیں، ان کا اللہ اور اس کے رسول کے سوا کوئی دوست و مددگار نہیں۔ ﴿بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ۳: ۳۱۷﴾

⊙...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اٰیة الایمان حب الانصار و اٰیة النفاق بغض الانصار**، ایمان کی نشانی انصار کی محبت ہے اور منافقت کی نشانی انصار سے بغض ہے۔ ﴿بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ۳: ۳۷۶﴾

⊙...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا، اگر لوگ ایک جنگل میں چلیں اور انصار دوسرے جنگل یا دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کے جنگل یا گھاٹی میں چلوں گا، انصار اندرونی لباس ہیں جبکہ باقی لوگ بیرونی لباس ہیں، تم میرے بعد ترجیح دیکھو گے تو صبر سے کام لینا حتیٰ کہ مجھ سے حوض پر آملو۔ ﴿بخاری، مشکوٰۃ ۳: ۳۷۷﴾

⊙...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اللھم انتم من احب الناس الی .... یَعْنی الانصار**، اے اللہ! تو گواہ ہے، اے انصار تم مجھے تمام انسانوں سے زیادہ محبوب ہو۔ ﴿بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ۳: ۳۷۸﴾

⊙...... حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! انصار کو، ان کی اولاد کو اور ان کی اولاد کو بخشش عطا فرما دے۔ ﴿مسلم، مشکوٰۃ ۳: ۳۷۸﴾

⊙...... حضرت ابی اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار کے گھروں میں بہتر گھرانہ بنونجار ہیں، پھر بنی عبد الاشہل ہیں، پھر بنی حارث بن خزرج ہیں، پھر بنی ساعدہ ہیں اور انصار کے تمام گھروں میں خیر ہے۔

﴿بخاری و مسلم، مشکوٰۃ ۳: ۳۷۹﴾

Marfat.com

⊙ ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انصار! میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور رسول ہوں، میں نے اللہ تعالیٰ کی اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے، اب میری زندگی تمہاری زندگی میں ہے اور میری وفات تمہاری وفات میں ہے۔ ﴿مسلم، مشکوٰۃ ۳:۳۷۷﴾

⊙ ...... حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم قبائل عرب میں سے کوئی ایسا قبیلہ نہیں جانتے جو انصار سے زیادہ شہیدوں والا ہو اور قیامت کے دن زیادہ عزت والا ہو، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، انصار میں سے احد کے دن ستر آدمی شہید کئے گئے، بر معونہ میں ستر اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یمامہ کے دن ستر آدمی شہید کئے گئے۔ ﴿بخاری، مشکوٰۃ ۳:۳۸۸﴾

⊙ ...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! میں تم سب لوگوں کو انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ لوگ میرے خاص مشیر ہیں اور میرے قریبی ہیں، یہ لوگ اپنا حق ادا کر چکے ہیں، اور ان کا حق باقی ہے، تم ان کے نیکوں سے قبول کرو اور خطا کاروں سے درگزر کرو۔ ﴿بخاری، مشکوٰۃ ۳:۳۷۸﴾

⊙ ...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار میری وہ زنبیل ہیں کہ جن کی طرف میں نے پناہ حاصل کی ہے۔ ﴿مسند احمد ۳:۱۶۱﴾ انہیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصاری میرے فیض کے قسیم ہیں اور میرے ساز و سامان ہیں، لوگ زیادہ ہو جائیں گے جبکہ انصار کم ہو جائیں گے۔ ﴿صحیح بخاری ۱:۵۳۶﴾

⊙ ...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، میرے انصار سے بغض و عناد نہیں رکھ سکتا۔
﴿صحیح مسلم، کتاب الایمان﴾

Marfat.com

جمعۃ المبارک کا آغاز:

انصار مدینہ کا ایک اور بہت بڑا شرف یہ ہے کہ انہیں جمعۃ المبارک کے آغاز کی اجازت عطا فرمائی گئی، ابھی رسول اللہ ﷺ نے ہجرت نہیں فرمائی تھی کہ یثرب میں حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سب مسلمانوں کو اکٹھا کر کے نماز جمعہ پڑھایا کرتے تھے، حضرت عبد بن حمید، حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ اہل یثرب نے حضور اقدس ﷺ کے آنے اور جمعہ کی فرضیت اترنے سے پہلے جمعہ پڑھنا شروع کر دیا تھا اور انہوں نے ہی اس دن کا نام جمعہ رکھا تھا، یہودی سات دنوں میں ایک دن جمع ہوتے تھے اور اس طرح عیسائیوں نے بھی ایک دن مقرر کر رکھا تھا، چنانچہ انصار نے کہا ہم معلمانوں کو بھی ایک دن مقرر کرنا چاہئے جس میں ہم جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں، نماز پڑھیں اور اس کا شکر بجا لائیں، یہودیوں نے اپنے اجتماع کیلئے ہفتہ اور عیسائیوں نے اتوار کا دن مقرر کر رکھا ہے لہذا آؤ ہم اپنے اجتماع کے لئے 'عروبہ' کا دن مقرر کر لیں۔ جاہلیت میں جمعہ کے دن کو 'عروبہ' کہتے تھے۔ (لسان العرب ۸:۵۸) اس دن کو جمعہ کہنے کی اور بھی روایات ہیں مگر اکثر علما کے نزدیک اس کو زمانہ اسلام میں جمعہ کہا گیا، پھر سب اہل اسلام حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے اور انہوں نے جمعہ کی دو رکعت نماز پڑھائی اور ایک بکری ذبح کی، مسلمانوں کی تعداد اتنی کم تھی کہ وہی بکری صبح و شام کے کھانے کے لئے کافی ہو گئی، بعد میں اللہ تعالیٰ نے جمعہ کی فرضیت کا یہ حکم نازل فرمایا:

⊙ ......اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ، جب جمعہ کے دن اذان کہی جائے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے دوڑ پڑو۔ ﴿سورۃ الجمعہ:۹﴾

Marfat.com

حضرت امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ ساتھ یہ مستبعد ہے کہ انہوں نے اتنا بڑا اہم دینی کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر شروع کردیا ہو، دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے انصار کو جمعہ پڑھنے کا حکم صادر فرمایا تھا، مکہ مکرمہ میں آپ کفار کے مظالم کی وجہ سے جمعہ نہیں پڑھا سکتے تھے، چنانچہ آپ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ وہ یثرب میں مسلمانوں کو جمعہ پڑھایا کریں، جب جمعہ پڑھانے کا حکم ہوا تو اس وقت انصار کی تعداد چالیس تھی، بعد میں حضرت سعد بن معاذ، حضرت اسید بن حضیر اور دیگر بہت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تو ان کی بدولت آسانیوں اور رونقوں میں اضافہ ہو گیا، ذیل میں جمعۃ المبارک کے فضائل میں چند احادیث نبویہ کا مطالعہ حلاوت ایمانی کا باعث ہوگا:

⊙ ...... علامہ ابن قیم نے امام حاکم اور امام ابن حبان کے حوالے سے حدیث رقم کی ہے، حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے افضل دن جمعہ ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن وہ فوت ہوئے، اسی دن صور پھونکا جائے گا، اسی دن قیامت ہوگی، اس دن مجھ پر بکثرت درود شریف پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ پر درود کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ فوت ہو چکے ہوں گے، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ ﴿زاد المعاد، ۲: ۹۷﴾

⊙ ...... حضرت امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اس دن کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا، آپ نے فرمایا: اس دن تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر تیار کیا گیا، اسی دن صور پھونکا جائے گا، اسی دن

Marfat.com

حشر برپا ہوگا، اسی دن حساب لیا جائے گا، اس دن کے آخر میں تین ساعات ہیں جن میں سے ایک ساعت وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا کی جائے تو وہ ضرور قبول ہو جاتی ہے، ﴿زاد المعاد،۲: ۹۸﴾

⊙...... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے بارہ گھنٹے ہیں، اس میں ایک ایسی مبارک گھڑی ہے کہ مسلمان بندہ اس میں اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگے گا وہ ضرور عطا کرے گا، اس گھڑی کو دن کے آخری حصے میں عصر کے بعد تلاش کرو۔ ﴿سنن ابی داود، سنن نسائی﴾

⊙...... حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے، قبولیت کی گھڑی جمعہ کے دن امام کے خطبہ شروع کرنے سے نماز مکمل ہونے کے درمیان میں ہے۔ ﴿صحیح مسلم﴾

⊙...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے دن اچھی طرح غسل کیا، پھر جمعہ کے لئے گیا، اس نے گویا راہ خدا میں اونٹ ذبح کیا اور جو دوسری گھڑی میں جمعہ کے لئے گیا، اس نے گویا گائے ذبح کی، جو اس کے بعد جمعہ کے لئے جائے اس نے گویا سینگ والا دنبہ ذبح کیا اور جو اس کے بعد جائے اس نے گویا مرغی صدقہ کی اور جو بالکل تاخیر سے آخری وقت جمعہ کے لئے جائے، اس نے گویا ایک انڈا راہ خدا میں صدقہ کیا، جب خطیب جمعہ کے لئے نکلتا ہے تو فرشتے حاضر ہو کر خطبہ سنتے ہیں۔ ﴿بخاری و مسلم﴾

جمعۃ المبارک کے احکام:

حضرت امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، نماز جمعہ پڑھنا فرض قطعی ہے، اس کی فرضیت کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اس کی فرضیت کا انکار کفر ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب جمعہ کے دن اذان دی جائے تو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو، سنن ابی داود میں حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ نماز جمعہ پڑھنا واجب ہے، سوا چار شخصوں کے، غلام، عورت، بچہ اور مریض۔ سنن بیہقی میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بچہ، غلام اور مسافر کے سوا ہر شخص پر نماز جمعہ واجب ہے، حضرت امام احمد نے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے تین بار جمعہ کی نماز بغیر عذر شرعی کے ترک کی، اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے، حضرت علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، نماز جمعہ کے وجوب کی شرائط یہ ہیں، آزاد ہونا، مرد ہونا، مقیم ہونا، تندرست ہونا، آنکھوں اور ٹانگوں کا سلامت ہونا، شہر، جماعت، خطبہ، سلطان (عالم دین سلطان کا قائم مقام ہے) جمعہ کا وقت اور اذن عام۔ (فتح القدیر۔۲:۲۱)

رافع اور معاذ بن عفرا رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

امام حاکم نے صحیح سند کے ساتھ دیار یثرب کے ایک آدمی رافع کا واقعہ لکھا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے خالہ زاد بھائی معاذ بن عفرا کے ہمراہ مکہ مکرمہ پہنچے، انہوں نے ایک درخت کے سائے میں ایک شخص دیکھا اور سوچا کہ اپنے اونٹ اسکی سپرد کر کے خود کعبہ مشرفہ کا طواف کرتے ہیں، انہوں نے قریب جا کر سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا، وہ کہتے ہیں کہ پھر ہم نے پوچھا، آپ کون ہیں؟ اس شخص نے جواب دیا، پہلے سواریوں سے تو نیچے اترو، لہذا ہم سواریوں سے اتر آئے، ہم نے سن رکھا تھا کہ مکہ مکرمہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، ہم نے پوچھا وہ مدعی نبوت کہاں ہے جو طرح طرح کی باتیں سناتا ہے، اس نے کہا، وہ میں ہی ہوں، ہم نے کہا، آپ ہمارے سامنے اپنا دین بیان کریں، پھر اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اپنی رسالت کا حکم دیا، پھر کہا رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرو

Marfat.com

اور لوگوں پر ظلم اور زیادتی نہ کرو، ہم نے کہا، اگر آپ کا دعویٰ درست نہ بھی ہو تو پھر بھی آپ کی تعلیمات کا شمار مکارم اخلاق میں ہوگا، فی الحال آپ ہمارے اونٹ سنبھالیں تاکہ ہم طواف کعبہ سے مشرف ہو جائیں، میرا خالہ زاد بھائی معاذ بن عفرا آپ کے پاس رہا اور میں حرم کعبہ کو چل دیا، رافع کہتے ہیں کہ میں نے طواف کیا اور سات پھیرے لے کر دعا کی، اے اللہ! اگر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سچے ہیں تو ساتوں مرتبہ ان کے نام کا تیر نکال دے، میں نے سات بار فال نکالی تو ہر بار آپ کے نام کا تیر نکلا، میں نے بے اختیار ہو کر نعرہ لگایا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، میرے اردگرد لوگ اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے یہ مرد مجنون ہے، اپنے سے بیگانہ ہو گیا ہے، میں نے کہا میں مرد مومن ہوں، پھر میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا تو معاذ بن عفرا نے دیکھتے ہی کہا، اے رافع! تم جو چیز لے کر گئے تھے اس کے ساتھ واپس نہیں آئے، چنانچہ ہم دونوں نے اسلام قبول کر لیا، حضور اکرم ﷺ نے ہمیں سورۃ یوسف اور سورۃ اقرا کی تعلیم دی لہذا ہم قرآن اور ایمان کی دولت حاصل کر کے دیار یثرب میں آ گئے، ﴿سبل الہدیٰ ۳: ۲۶۴﴾ ان حسین واقعات سے قدرت خداوندی ہجرت مدینہ کے راستے ہموار کر رہی تھی، ان لوگوں کے ذریعے اسلام اور پیغمبر اسلام کا تعارف دیار یثرب میں بھی عام ہو رہا تھا، چنانچہ بعد میں اسی سعادت منداور فیروز بخت علاقے کے عظیم لوگوں نے انصار کے لقب سے شہرت دوام حاصل کی۔

بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

قریش مکہ کے انعام کا شہرہ دور دور تک پھیل چکا تھا، بریدہ بن حصیب اسلمی بھی ستر سواروں کے ساتھ مل کر آپ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنے کیلئے نکلا، اتفاق سے اس کی ملاقات بھی آپ کے ساتھ ہو گئی، آپ نے

Marfat.com

پوچھا، تم کون ہو، اس نے عرض کیا، بریدہ، آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آگ ٹھنڈی ہوئی اور حالات صحیح ہو گئے، پھر پوچھا تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو، اس نے کہا، قبیلہ اسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم محفوظ ہو گئے، آپ نے فرمایا: قبیلہ اسلم کی کونسی شاخ ہے، اس نے عرض کیا، بنو سھم، آپ نے فرمایا، اے ابو بکر صدیق! تیرا تیر نکل چکا ہے، پھر اس نے سوال کیا، آپ کون ہیں، آپ نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، پھر کیا تھا، بریدہ اسلمی کی نگاہوں سے کفر کے حجابات اتر گئے اور اسے وہ چہرہ اقدس ساری کائنات سے محبوب نظر آنے لگا، اس نے نہایت ادب واحترام کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اسکے ساتھی بھی مسلمان ہو گئے، اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا، اللہ کی تعریف ہے جس کے فضل سے بنو سھم کے لوگ نہایت خوشی سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے، انہیں کوئی مجبوری نہیں، اسی طرح رات کا سماں بیت گیا، صبح ہوئی تو حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، حضور! آپ مدینہ منورہ میں پرچم لہراتے ہوئے داخل ہوں، پھر انہوں نے اپنا عمامہ کھول کر پرچم بنایا اور اسے نیزے کی نوک پر چڑھا کر لہراتے ہوئے آگے آگے چلنے لگے، اس شان کمال کے ساتھ یہ قافلہ ہدایت مدینہ منورہ کی طرف گامزن ہو گیا، اسے امام بیہقی نے بیان کیا ہے۔

﴿محمد رسول اللہ ۲:۵۴۷﴾ ایک روایت ہے کہ قبیلہ بنو اسلم میں دو نامی گرامی چور رہتے تھے، انہوں نے آپ کے راستے میں آکر کہا، یہ یمانی ہیں، آپ نے ان کو قریب بلا کر اسلام کی دعوت دی تو ان کی قسمت جگمگا اٹھی، وہ بھی فوراً مسلمان ہو گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، تمہارے نام کیا ہیں، وہ بولے، "مہانان" لوگ ان کو مہانان یعنی دو ذلیل انسان کہا کرتے تھے، آپ نے فرمایا "بل انتما مکرمان" نہیں اب

Marfat.com

تم دو معزز انسان ہو، پھر آپ ﷺ نے ان کو قافلے کے آگے چلنے کا حکم دیا تاکہ وہ مدینہ منورہ تک چھوڑ آئیں۔ (سیرت ابن کثیر ۲: ۲۶۵) ایک روایت میں ایک چرواہے کے قبول ایمان کا واقعہ مرقوم ہے، دونوں حضرات نے اس سے دودھ طلب کیا، اس نے کہا ایک بھیڑ ہے جو سال کی ابتدا میں باردار ہوئی تھی، اب اس کے تھنوں میں دودھ نہیں ہے، آپ نے اس کی کھیری پر دست مبارک پھیرا تو وہ دودھ سے لبریز ہوگئی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے، پھر چرواہے نے اور پھر خود رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا تو چرواہا حیران ہوکر پوچھنے لگا، آپ کون ہیں، آپ نے فرمایا، میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، چرواہے نے آپ کی شان کمال سے متاثر ہوکر گواہی دی کہ آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور آپ کا دین برحق ہے، جو کچھ آپ نے کیا ہے، پیغمبر برحق کے سوا کوئی نہیں کرسکتا، میں بھی آپ کا اطاعت گزار ہوں، آپ نے فرمایا، جب مجھے غلبہ حاصل ہوگا، تم اس وقت میرے پاس چلے آنا، پھر آپ روانہ ہوگئے۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضور نبی آخر الزمان ﷺ کے قیام قبا کے دوران ایک بہت ہی اہم واقعہ رونما ہوا، وہ حضرت سلمان فارسی کے حاضر ہونے کا واقعہ ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام لانے کا واقعہ خود اپنی زبان سے اس طرح بیان فرمایا، میں ملک فارس میں قریہ جبی کا رہنے والا تھا، میرا باپ شہر کا بااثر آدمی تھا اور سب سے زیادہ مجھے محبوب رکھتا تھا، وہ کنواری لڑکیوں کی طرح میری حفاظت کیا کرتا تھا اور مجھے گھر سے باہر نہیں نکلنے دیتا تھا، ہم مذہباً مجوسی تھے، میرے باپ نے مجھے آتشکدہ کا محافظ بنا رکھا تھا کہ کسی وقت بھی

Marfat.com

آگ نہ بجھنے پائے، ایک دفعہ میرا باپ تعمیر کے کام میں مصروف تھا اس لئے اس نے مجبوری سے مجھے کسی زمین اور کھیت کی خبر گیری کیلئے بھیجا اور یہ تاکید کی کہ دیر نہ کرنا، راستے میں ایک گرجا تھا، اندر سے آواز آئی تو میں دیکھنے کیلئے اندر داخل ہو گیا، وہاں نصاریٰ کی ایک جماعت نماز میں مشغول نظر آئی، مجھے ان کی عبادت بہت پسند آئی اور دل میں کہا یہ دین ہمارے دین سے بہتر ہے، میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ اس دین کی اصل کہاں ہے، انہوں نے کہا، ملک شام میں، اسی میں آفتاب غروب ہو گیا، باپ نے انتظار کر کے تلاش کیلئے قاصد دوڑائے، جب میں واپس آیا تو باپ نے دریافت کیا کہ تم کہاں تھے، میں نے تمام واقعہ بیان کیا، اس نے کہا، اس دین میں کوئی خیر نہیں، تمہارے باپ دادا کا دین ہی بہتر ہے، میں نے کہا، ہرگز نہیں، خدا کی قسم نصاریٰ کا دین ہی بہتر دین ہے، میرے باپ نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں اور گھر سے باہر نکلنا بند کر دیا، جیسے فرعون نے موسیٰ ﷺ سے کہا، لئن اتخذت الھاغیری لا جعلنک من المسجونین، میں نے پوشیدہ طور پر نصاریٰ سے کہلا بھیجا کہ جب کوئی قافلہ شام کو جائے تو مجھے اطلاع کرنا، چنانچہ انہوں نے مجھے ایک موقعہ پر اطلاع کر دی، میں نے موقعہ پا کر بیڑیاں نکال دیں اور گھر سے نکل کر ان کے ساتھ ہو لیا، ملک شام پہنچ کر معلوم کیا کہ نصاریٰ کا سب سے بڑا عالم کون ہے، لوگوں نے ایک پادری کا نام بتایا، میں نے اس کے پاس جا کر سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ میں آپ کی خدمت میں رہ کر آپکا دین سیکھنا چاہتا ہوں اور نماز پڑھنا چاہتا ہوں، پادری نے کہا، ٹھیک ہے، وہاں رہنے پر چند دنوں کے بعد یہ واضح ہو گیا کہ وہ اچھا آدمی نہیں تھا، بڑا حریص لالچی اور طالع تھا، دوسروں کو صدقات و خیرات کا حکم دیتا اور جب وہ روپیہ لے کر آتے تھے تو خود جمع کر کے فقرا اور مساکین کو کچھ نہ دیا کرتا تھا، اسی طرح

Marfat.com

اس نے اشرفیوں کے سات مٹکے بھر رکھے تھے، جب وہ مر گیا تو لوگ حسن عقیدت کے ساتھ اس کی تجہیز و تکفین کیلئے جمع ہوئے، میں نے لوگوں کو اس کا حال بتایا اور مٹکے دکھائے، لوگوں نے کہا، خدا کی قسم! ہم ایسے بد فطرت انسان کو ہرگز دفن نہیں کریں گے، آخر کار اس کو سولی پر چڑھا کر سنگسار کر دیا گیا اور اس کی جگہ اور عالم بٹھایا، میں نے اس نئے مسند نشین عالم سے بڑھ کر عالم، عابد، زاہد اور دنیا سے بے تعلق کسی کو نہیں دیکھا، مجھے اس کے ساتھ از حد عقیدت ہوگئی اور میں اس کی خدمت میں کمر بستہ رہا، جب وہ قریب الموت ہوا تو میں نے کہا، مجھے وصیت کیجئے، میں کس کی خدمت میں رہوں، اس نے کہا، موصل میں ایک پادری ہے، تم اس کی خدمت میں چلے جانا، میں اس کے پاس چلا گیا، پھر اسکی وصیت کے مطابق نصیبین کے ایک عالم کے پاس چلا گیا، پھر اس کی وصیت کے مطابق شہر عموریہ کے ایک عالم کے پاس چلا گیا، جب وہ بھی کوچ کرنے لگے تو میں نے پوچھا، اب میں کس کی خدمت سرانجام دوں، اس نے کہا، اس وقت دنیا میں کوئی عالم ربانی نہیں، البتہ پیغمبر برحق کے ظہور نور کا زمانہ بہت قریب ہے، وہ نبی دین ابراہیمی پر ہوگا، عرب میں جلوہ گر ہوگا، ایک نخلستانی سرزمین کی طرف ہجرت کرے گا، اگر تم وہاں پہنچ سکو تو ضرور پہنچو، اس پیغمبر برحق کی یہ نشانی ہوگی کہ وہ صدقہ کا مال نہیں کھائیں گے اور ہدیہ قبول کرلیں گے، ان کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی، جب تم دیکھو گے تو پہچان لو گے، حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس دوران میرے پاس کچھ بکریاں اور گائیں جمع تھیں، اتفاقاً ایک قافلہ عرب کو جانے والا مل گیا، میں نے ان سے کہا کہ تم لوگ مجھے بھی اپنے ساتھ لے جاؤ، میں یہ بکریاں اور گائیں تمہیں دے دوں گا، قافلہ والوں نے رضا مندی کا اظہار کر دیا اور مجھے اپنے ساتھ لے لیا، جب وادی قریٰ میں پہنچے تو قافلہ والوں نے بدسلوکی اور بے وفائی کا

Marfat.com

ارتکاب کرتے ہوئے مجھے غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا، جب میں یہودی کے ساتھ آیا تو کھجور کے درخت دیکھ کر خیال ہوا کہ شاید یہی وہ سرزمین ہو، لیکن ابھی پورا اطمینان نہیں ہوا تھا کہ بنی قریظہ سے ایک یہودی اس کے پاس آیا اور مجھے خرید کر مدینہ منورہ لے گیا، جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو خدا کی قسم، اسے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہی شہر میری منزل مراد ہے، صحیح بخاری شریف میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اس طرح دس مرتبہ سے زیادہ فروخت ہوا ہوں، میں مدینہ منورہ میں اس یہودی کے پاس رہا اور بنی قریظہ کے درختوں کا کام کرتا رہا، اللہ تعالیٰ نے حضور پیغمبر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں مبعوث فرمایا مگر غلامی اور خدمت گزاری کی وجہ سے مطلقاً علم نہ ہو سکا، جب آپ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے اور قبا میں قیام فرمایا تو میں اس وقت کھجور کے درخت پر چڑھ کر کام کر رہا تھا، میرا آقا یہودی درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے چچا زاد بھائی نے آکر خبر دی، خدا تعالیٰ بنو قیلہ یعنی انصار کو ہلاک کرے، وہ قبا میں ایک شخص کے ارد گرد جمع ہیں جو مکہ مکرمہ سے آیا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر برحق ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اللہ کی قسم! یہ سنتے ہی میں لرزہ براندام ہو گیا، مجھے لگتا تھا کہ میں ابھی اپنے یہودی آقا پر گر جاؤں گا، ان دونوں یہودیوں نے میری حالت زار دیکھی تو متعجب ہوئے، میں درخت سے اترا تو اس خبر دینے والے یہودی سے پوچھا کہ تم کیا کہہ رہے تھے، وہ خبر مجھے بھی سناؤ، اس پر میرے یہودی آقا کو غصہ آیا اور مجھے زور سے تمانچہ مار دیا، پھر کہا تمہیں اس سے کیا مطلب، تم جا کر اپنا کام کرو، جب شام ہوئی تو میں نے اپنا کل اثاثہ جمع کیا اور قبا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا، میں نے کہا، مجھے معلوم ہے کہ آپ کے ساتھیوں کے پاس کچھ نہیں، لہذا میں آپ کو صدقہ پیش کرنا چاہتا ہوں، آپ

Marfat.com

نے اپنی ذات مقدس کیلئے صدقہ قبول کرنے سے انکار کردیا، نیز فرمایا: میرے لئے صدقہ جائز نہیں اور صحابہ کرام سے فرمایا، تم قبول کرلو، میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ان علامات میں سے پہلی علامت تھی، میں واپس چلا گیا اور کچھ مال جمع کرنے لگا، جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو پھر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا، میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کی خدمت اقدس میں کچھ ہدیہ پیش کروں، آپ صدقہ قبول نہیں فرماتے تو ہدیہ ہی قبول فرمالیں، آپ نے ہدیہ قبول فرمالیا، خود بھی کھایا اور صحابہ کرام کو بھی کھلایا، میں نے دل میں کہا، یہ دوسری علامت بھی درست ہے، میں واپس چلا گیا، کچھ دن گزر گئے تو پھر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ اس وقت جنت البقیع میں ایک جنازے کے ہمراہ تشریف لائے ہوئے تھے، صحابہ کرام کی جماعت آپ کے ہمراہ تھی، میں نے سلام عرض کیا اور آپ کے پیچھے جا کر بیٹھ گیا کہ کہیں مہر نبوت کی زیارت کرلوں، حضور اقدس ﷺ میری نیت کو سمجھ گئے اور آپ نے خود بخود پشت مبارک سے چادر کو اٹھادیا، میں نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہی وہ پیغمبر آخر الزمان ہے، میں نے آپ کی مہر نبوت کو بوسہ دیا اور دل کھول کر رونے لگا، آپ نے فرمایا: سامنے آؤ، پھر میں نے سامنے آکر آپ کے سامنے اپنی زندگی کا سارا واقعہ بیان کردیا۔

دل کا ہر بوجھ ہوگیا ہلکا
جب انہیں حال دل سنا بیٹھے

پھر وہ خوش نصیب لمحہ بھی آگیا جب میں نے حضور اکرم، شفیع دو عالم ﷺ کے دست رحمت پر اسلام قبول کرلیا۔ ﴿طبقات کبریٰ ۴: ۵۳، سیرت ابن ہشام ۱: ۷۳، شواہد النبوۃ ص ۶۰﴾ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بہت جلیل القدر صحابی ہیں، آپ کی عمر بہت زیادہ ہوئی، کہا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا تھا، بعض نے کہا

Marfat.com

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری اور وصی کا زمانہ پایا تھا، حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ جس قدر بھی اقوال ہیں، سب کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کی عمر ڈھائی سو سال سے متجاوز تھی، مسجد قبا کی تعمیر دلپذیر کے بعد حضور تاجدار ختم نبوت، شہر یار ملک، رسالت، مخزن انوار وحدت صلی اللہ علیہ وسلم دیار یثرب کو ہمیشہ کیلئے بقعہ نور اور سرچشمہ سرور بنانے کیلئے روانہ ہوئے، آپ نے اس بیماریوں کے گھر کو شفاؤں کا نگر بنا دیا کہ فردوس بریں کے لاکھوں نظارے اس پر قربان ہیں، وہ قبلہ قلوب عاشقاں ہے اور قریہ سکونِ دلبراں ہے۔

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ بن عبد زید کو دیکھ کر فرمایا: اب تمہارا ایمان لانے کا وقت قریب آن پہنچا ہے، چاہو تو معجزہ دکھاؤں، رکانہ کہنے لگا، ہاں اس درخت کے آدھے حصے کو بلائیے تاکہ یہاں آجائے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کے نصف حصہ کو بلایا، وہ درخت دو حصے ہو گیا، ایک حصہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا آیا، بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا، واپس چلے جاؤ، وہ واپس چلا گیا اور نصف حصہ سے متصل ہو گیا، راوی کا بیان ہے کہ میں نے اس درخت کو دیکھا جس کا محل اتصال لمبے تاگے کی طرح دکھائی دیتا تھا، رکانہ نے اسے دیکھا تو کہنے لگا کہ میں اسے نہیں جانتا، میں آپ سے کشتی لڑوں گا، اگر آپ نے مجھے پچھاڑ دیا تو نصف بکریاں آپکی ہوں گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پٹخ دیا تو اس نے دوبارہ کشتی کی خواہش کی، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اسے پچھاڑ دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ قریش سے آپ کیا کہیں گے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کہوں گا کہ میں نے رکانہ کو پچھاڑ دیا ہے اور نصف بکریاں لے لی ہیں، رکانہ بولا ایسا نہ کہیے گا مجھے سخت خفت کا سامنا کرنا پڑے گا بلکہ یہ کہیے کہ اس نے مجھے بکریاں دے دی ہیں،

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: میں جھوٹ کیوں بولوں، رکانہ بولا، آپ ﷺ تو جھوٹ ہرگز نہیں بولتے، یہ کہا اور مسلمان ہو گیا۔ ﴿شواھد النبوۃ/۱۰۷﴾

حضرت ذباب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

حضرت ذباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں میرے پاس ایک بت تھا، جسے میں پوجا کرتا تھا، میرا ایک جن بھی دوست تھا جو عرب کی خبریں یمن میں لے جایا کرتا تھا، ایک دن میں اس بت کے سامنے سویا ہوا تھا کہ اچانک اس جن نے آواز دی: یاذباب، یاذباب اسمع العجائب بعث محمد بالکتاب یدعوا بمکۃ فلا یحاب وھو صادق غیر کذابؐ، اے ذباب! عجیب وغریب بات سنو، محمد مصطفیٰ ﷺ قرآن مجید لے کر مبعوث ہوئے ہیں جو اہل مکہ کو حق کی دعوت دیتے ہیں لیکن اہل مکہ اسے قبول نہیں کرتے، جناب محمد مصطفیٰ ﷺ یقیناً سچے ہیں، کاذب نہیں ہیں، حضرت ذباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس وقت مجھے سخت تعجب ہوا، میں نے باہر نکل کر اپنی قوم سے بات کی تو اچانک ایک آنے والے نے محمد رسول اللہ ﷺ کے آنے کی خبر دی، میں نے اپنے بت کو پاش پاش کر دیا اور اونٹ پر سوار ہو حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، جب میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو ایسی ذات کو دیکھا جس کا مثیل میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا، گویا کہ آپکی جبین مبارک سے نور چمک رہا تھا، میں آپ ﷺ کے نزدیک پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہاں کیسے آئے ہو اے ذباب؟ عرض کی کہ حضور آپکے ارشاد کی تعمیل کے لیے آیا ہوں، آپ نے مجھے اس جن اور بت کا تمام قصہ سنایا، میں نے 'اشھد انک رسول اللہ' کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے 'اشھد ان لاالہ الا اللہ' کہو پھر 'اشھد انک رسول اللہ' کہنا۔ ﴿شواھد النبوۃ/۱۱۰﴾

حضرت ماذن رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

Marfat.com

حضرت ماذن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہماری قوم کا ایک بت تھا، جسے ہم پوجتے تھے، ایک دن ہم نے اس کے قریب قربانی کی تو اس میں سے آواز آئی 'یا ماذن اسمع نسر ظہر خیر وبطن شر بعث النبی ومن مضر بدین اللہ الاکبر فدع نحیتا من حجر تسلم من حریقہ' میں ان الفاظ کو سن کر خائف ہو گیا اور اپنے آپ سے کہنے لگا، کوئی اہم واقعہ ہونے والا ہے، چند دن بعد ہم نے پھر قربانی کی تو اس میں سے آواز آئی 'اقبل الی واقبل یسمع مالایحبل ھذا نبی مرسل بوحی منزل فامن بہ کی تعدل عن جسر شعلھا وقودھا بالجندل' میں نے اس سے اندازہ لگایا کہ اس خبر میں میری بہتری ہے، چند دنوں کے بعد میرے پاس ایک شخص آیا، میں نے اس سے پوچھا تو کہنے لگا، مکہ میں احمد نامی پیغمبر حق قریش میں سے ظاہر ہوا ہے، جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے یہی کہتا ہے 'اجیبوا داعی اللہ' اللہ کی طرف دعوت دینے والے کو قبول کرو، حضرت ماذن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دل ہی دل میں کہا کہ یہ وہی کچھ ہے جو میں نے بت سے سنا تھا، میں نے اٹھ کر بت کو پاش پاش کر دیا اور اپنے اونٹ پر بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تاکہ میں اپنی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جوڑ کر اسلام لے آؤں، پھر حضرت ماذن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایک ایسا شخص تھا جسے گانا سننے کا بڑا شوق تھا، شراب مبالغہ کی حد تک پیتا تھا، فاحشہ عورتوں سے میل ملاپ رکھتا تھا، میں کئی سالوں تک قحط کا نشانہ بنا رہا، حتیٰ کہ میرے مال واسباب تباہ ہو گئے اور بچہ بھی کوئی نہ رہا، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیے کہ حق سبحانہ میری حرص کو ختم کر دے اور عورتوں سے میل ملاپ کی خواہش میرے دل سے دور کر دے اور میری زمین میں بارش برسائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست قبول فرمائی

Marfat.com

اوردعا فرمائی: ’’اللھم ابدله بالطرب قرأة القرآن وبالحرام الحلال و بالخمر و بائم فیه وبالعهد عقد الفرج واتهم بالحیاء وھب له ولداً ‘ حضرت ماذن رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے مسجد بنوائی جس میں عبادت کیا کرتے تھے، جوستم رسیدہ وہاں آکر تین دن تک عبادت کر کے دعا کرتا تو ظالم دعا کے بعد فوراً ہلاک ہو جاتا، یا کوڑھی ہو جاتا، اس لیے اس مسجد کو مبرص کہتے ہیں۔ ﴿شواھد النبوۃ/۱۱۲﴾

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

جس سال سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کا والی بنا کر بھیجا تو کعب الاحبار رضی اللہ عنہ بھی وہیں تھے، حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کے متعلق استفسار کرنے لگے، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہایت بسط وشرح کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ اور شمائل رحیمہ بیان کیے تو کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے مسکرانا شروع کر دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کہنے لگے یہ صفات تو ہم نے کتب سابقہ میں دیکھی ہیں، یہ کہہ کر وہ دولت تصدیق وایمان سے بہرہ ور ہوئے، آپ نے بقدر طاقت احکام اسلام سیکھے اور یمن میں ہی اقامت پذیر ہو کر لوگوں کو تعلیم دینے لگے، جناب کعب الاحبار رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ آئے اور کہتے تھے کہ کاش میں ایام ہجرت میں یہاں آتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہوتا، روایتوں میں اس طرح آتا ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کعب الاحبار رضی اللہ عنہ شام میں ہی تھے کہ ایک روز جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ چشمہ زمزم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو وہاں آنکلے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حین حیات میں

Marfat.com

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایمان لانے سے کس نے منع کیا،
کعب الاحبار رضی اللہ عنہ بولے کہ میرے باپ نے میرے لیے انجیل سے ایک چیز لکھ کر
مجھے دی تھی اور ساتھ ہی اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے بھی کہا تھا، پھر اس نے
توریت کو مہر لگا دی اور مجھے قسم دی کہ اس مہر کو نہ توڑنا، جب اسلام ظاہر ہوا تو مجھے
اس میں نیکی کے سوائے اور کوئی چیز نظر نہیں آئی، میں نے اپنے آپ سے کہا، شاید
تیرے باپ نے کچھ علوم تجھ سے پنہاں رکھے ہوں، میں نے مہر کو توڑا تو اس میں
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور آپکی امت کی خوبیاں پائیں تو میں یمن سے
مدینہ آ کر ایمان لے آیا۔ ﴿شواھد النبوۃ ۱۸۰/﴾

جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھی مدینہ منورہ پہنچے اور دولت اسلام سے مالا مال ہوئے، اس سے پیشتر وہ مدینہ میں وارد ہوتے تھے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روز خطبہ میں یہ ارشاد فرمایا کہ یہاں ایک ایسا شخص آئے گا جو نہایت اچھا ہوگا اور یمن والوں سے فاضل ترین ہوگا، یہی جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہونے سے قاصر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پنجہ جریر رضی اللہ عنہ کے سینے پر دے مارا جس سے ان کی چھاتی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کا نشان بن گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اسے ثابت رکھ اور اسے ہادی و مہدی بنا دے، اس کے بعد جریر رضی اللہ عنہ کبھی بھی گھوڑے سے نہ گرے، دسویں سال قبیلہ طے کا وفد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا، اس وقت زید بن خیل قائد قوم کی حیثیت سے اس وفد کے ہمراہ تھے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا نام زید بن خیل کی بجائے زید بن الخیر رکھ دیا اور ان کے حق میں بتایا کہ عرب کے لوگ زید کے علم و فضل کے متعلق باتیں کرتے تھے اور میں سنتا تھا لیکن جب میں نے اس کو دیکھا

Marfat.com

تو اسے شنیدہ تعریفوں سے برتر پایا، جب وہ اجازت لے کر اپنے وطن مولوف روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کاش! کہ زید مدینہ کے بخار والوں سے خلاصی پالیتے چنانچہ نجد کے کسی شہر میں پہنچ کر انتقال کیا۔ ﴿شواھد النبوۃ/۱۸۰﴾

ایک صاحب جمال یہودی کا قبول اسلام:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب جمال یہودی آنحضرت ﷺ کی مجلس میں اکثر بیٹھا کرتا تھا، ایک دن آپ ﷺ نے اس سے کہا: اگر اس حسن و جمال کے باوجود بھی تم آتش دوزخ میں جاؤ تو مجھے تاسف ہوگا، وہ کہنے لگا، میں دوسرے کے مذہب کی خاطر اپنے دین کو کبھی نہیں چھوڑوں گا، دوسرے دن جب پھر مجلس میں حاضر ہوا تو حضور نبی اکرم ﷺ یہ آیت کریمہ تلاوت فرمارہے تھے جسکا ترجمہ یہ ہے: ''حورعین کی مثال لؤلؤ المکنون ہے'' یہودی نے کہا، یارسول اللہ ﷺ آپ کس بات کی ضمانت لیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ستر کی ضمانت لینے کو تیار ہوں، وہ اسی وقت اسلام میں داخل ہوگیا، اسکا اسلام میں داخل ہونا اتنا اچھا ثابت ہوا کہ جب اس کی وفات ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے خود اس کی نماز جنازہ ادا کی، جب اسکو قبر میں اتارا جارہا تھا، حضور ﷺ بھی نیچے اترے اور کافی دیر رہے، جب باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پر پسینہ آیا ہوا تھا اور کندھے سے کپڑا پھٹا ہوا تھا، حضور نبی اکرم ﷺ نے دیر کی وجہ بتائی کہ اتنی حوریں اسے پیش کی گئیں کہ ہر ایک کہتی تھی کہ میں اس کے لیے ہوں، حتیٰ کہ ان کی تعداد ستر تک پہنچ گئی، ہر ایک دامن کو پکڑتی جس کی وجہ سے میرا کپڑا پھٹ گیا۔ ﴿شواھد النبوۃ/۱۹۵﴾

غسان عامری کا قبول اسلام:

ایک دن حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھے ہوئے

Marfat.com

تھے کہ ایک شتر سوار آیا، اس کے چہرے سے شب خوابی اور تھکاوٹ کے آثار نظر آ رہے تھے، اس نے آتے ہی سوال کیا کہ تم میں رسول اللہ ﷺ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا تو کہنے لگا، یارسول اللہ ﷺ! مجھے آپ بتائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بتایا ہے یا میں بتاتا ہوں جو میرے بتوں نے مجھے بتایا ہے، آپ ﷺ نے اسے سلام پیش کیا تو وہ کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ! میرا نام غسان بن مالک العامری ہے، ہمارے ہاں ایک بت ہے جس کو ہر قسم کی قربانیاں پیش کی جاتی ہیں، ایک عصام نامی شخص قربانی دے رہا تھا کہ اچانک بت میں آواز آئی: ''یاعصام، یاعصام، بلغ الانام، جاء الاسلام، بطلت الاصنام و ختننت الدماء و وصلت الارحام وظهرت الحنفية، والسلام' عصام ڈر کر باہر آ گیا اور ہمیں خبر کی، تھوڑا ہی عرصہ گزرا کہ آپ ﷺ کی خبر ہمیں پہنچی، انہیں دنوں ایک طارق نامی آدمی قربانی کرنے کے لیے بت کے پاس گیا تو بت سے آواز آئی:

یا طارق! یاطارق بعث نبی الصادق

جاء یوحی الناطق من عزیز الخالق

اس نے بھی باہر آ کر ہمیں مطلع کیا، آپ کی خبریں ہم کو مزید پہنچ رہی تھیں، کچھ روز بعد میں بھی قربانی کے لیے اس بت کے پاس گیا، جب فارغ ہوا تو بت سے آواز آئی: ''یاغسان بنی هامه الحق نبیاًیتهامه لنا هدیة السلامه و نجاز لیه الندامه بداداعیاء الی یوم القیامه '' یہ بت اپنی جگہ سے اٹھا اور منہ کے بل گر گیا، جب رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سنی تو تکبیر خداوندی کہنے لگے، اس کے بعد غسان نے کہا، یارسول اللہ ﷺ میں نے اس ضمن میں تین بیت کہے ہیں اجازت ہو تو پڑھوں، پھر اس نے اسی مجلس میں پڑھ کر سنائے۔ ﴿شواهد النبوة ۱۹۸/﴾

Marfat.com

عباس بن مرواس کا قبول اسلام:

عباس بن مرواس بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں چراگاہ میں اونٹ چرا رہا تھا کہ ناگاہ ایک سفید شتر مرغ نمودار ہوا، میں نے دیکھا کہ اس پر کوئی ایسا سفید پوش آدمی سوار ہے جو مجھے کہنے لگا، اے عباس بن مرواس: ”الم تران الذی نزل بالبر والتقیٰ یوم الثلثا وصاحب الناقة العصویٰ“ میں ڈر کر اونٹوں سے باہر آ گیا اور ایک بت کے پاس گیا، جسے میں پوجا کرتا تھا، اسکا نام ضماد تھا، اس کے پاس جا کر میں نے اس پر ہاتھ رکھا اور اسکو چوما، ناگاہ بت سے آواز آئی:

قل القبائل من سلیم کلها
هلک الضماد وفاذا اهل المسجد
هلک الضماد وکان یعبد مره
قبل الصلوٰة علی النبی المحمد
ان الذی جاء بالنبوة والهدای

اس کے بعد میں ڈرتا ڈرتا باہر آیا اور اپنی قوم کو سارا ماجرا سنایا اور تین ہزار آدمی لے کر مدینہ میں پہنچا تو رسول اللہ ﷺ کی نگاہ مجھ پر پڑی تو مسکرا کر فرمایا: اے عباس! تمہارے نزدیک اسلام کیسا مذہب ہے؟ میں نے سارا قصہ کہہ سنایا، آپ ﷺ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو، آپ ﷺ نہایت مسرور ہوئے اور ہم سب مل کر اسلام لے آئے۔ ﴿شواهد النبوة/۱۹۸﴾

سواد بن قارب کا قبول اسلام:

ایک دن امیر المومنین، سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے کہ ان کے پاس سے ایک شخص سواد بن قارب گزرا، لوگوں نے بتایا کہ اسے جنوں نے

Marfat.com

اسلام اور بعثت رسول اللہ ﷺ کے بارے میں آگاہ کیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے پاس بلایا اور کہا: کیا تم کاہن ہو؟ وہ بہت غضب ناک ہوا اور کہنے لگا، آج تک یہ بات کسی نے مجھے نہیں کہی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خفا نہ ہو، مجھے یہ بتاؤ کہ حضور ﷺ کے ظہور کے متعلق کونسے جنوں نے اطلاع دی تھی؟ کہنے لگا کہ ایک دن میں نیم خوابی کے عالم میں تھا کہ ایک جن میرے پاس آیا اور مجھے اپنے پاؤں سے ٹھوکر مار کر کہنے لگا کہ اے سواد بن قارب اٹھو اور ہوش کر کے چند ضروری باتیں سن لو، تم کو پتہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ خدا کی عبادت کا حکم دیتے ہیں، میں نے کہا چھوڑو مجھے سونے دو میں کل سے سو نہیں سکا، دوسری رات ایک شخص آیا اور جو کہا تھا کہنے لگا، میں نے پھر وہی جواب دیا، تیسری بار میں نے وعدہ کیا کہ اچھا میں مدینہ جاؤں گا، دوسرے روز میں مدینہ پہنچا تو حضور اقدس ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بیٹھے ہوئے تھے، میں نے اسلام قبول کرتے ہوئے عرض کیا، مجھے کچھ نصیحت فرمائی جائے تو آپ ﷺ نے مجھے وہی اشعار سنائے جو خواب میں سن چکا تھا، میں نے کہا، یا رسول اللہ ﷺ میں بھی چند اشعار لایا ہوں، پھر میں نے پیش کیے ۔

واشھد ان اللہ لاشی غیرہ

وانک مامون علی کل غائب

وانک ادنیٰ المرسلین وسلہ

الی اللہ وابن الاکرمین الاطائب

فمرنا بما یاتیک یا خیر من مشی

وان کان فیما جاء شیب الدوائب

وکن لی شفیعاً یوم لا ذو شفاعۃ

Marfat.com

سواک بمعنیٰ عن سواد بن قارب

اس حکایت سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت شادمان ہوئے کیونکہ میں نے خوشی کے آثار ان کے چہرے پر دیکھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کہانی کو سواد بن قارب سے سنا تو پوچھا: کیا وہ جن اب بھی تمہارے پاس آتا ہے؟ اس نے جواب دیا، جب سے میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا ہے تو وہ نہیں آتا، خدا نے مجھے جن کے عوض قرآن اور حدیث عطا فرمائی ہے۔ ﴿شواھد النبوۃ/۲۰۰﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا قبول اسلام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری والدہ مشرکہ تھی، میں نے بارہا کوشش کی کہ وہ اسلام قبول کرلے مگر ناکام رہا، ایک دفعہ دعوت اسلام دے رہا تھا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی نسبت ایک خفیف سا لفظ کہا جو مجھے بہت ناگوار گزرا، میں روتا روتا بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور سارا قصہ کہہ سنایا، میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ دعا فرمائیں کہ میری ماں کو اللہ تعالیٰ اسلام کی دولت عطا فرمائے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللھم اھدام ابی ھریزہ'' میں باہر آیا تاکہ بشارت اپنی ماں کو پہنچاؤں، جب میں دروازے پر پہنچا تو اسے بند پایا اور اندر سے پانی کے غلغل کی آواز آرہی تھی، جب میری آواز سنی تو کہنے لگی ابوہریرہ وہیں ٹھہرو، جب اس نے کپڑے پہن لیے اور دروازہ کھولا تو زبان سے کہا: 'انی اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ' میں نے عرض کی یارسول اللہ! مبارک ہو، آپ ﷺ نے میرے اور میری ماں کے حق میں دعا کی ہے وہ خدا تعالیٰ نے قبول فرمالی ہے، پھر عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ یہ بھی دعا کریں کہ مجھے اور میری ماں کو خدا تعالیٰ بندگان خدا کے دلوں میں اچھا بنادے اور انہیں بھی ہمارے دل میں اچھا بنادے، جب حضور ﷺ نے دعا فرمائی تو کوئی مومن میرا نام

Marfat.com

نہیں سنتا جہاں تک کہ وہ خوش نہیں ہو جاتا۔ ﴿شواھد النبوۃ/۲۰۲﴾

ایک یہودی لڑکے کا قبول اسلام:

''شرح مھذب'' میں مذکور ہے کہ مریض کی عیادت کرنا سنت موکدہ ہے اور مستحب کہ اپنے دوست و دشمن کی خواہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو عیادت کرے، حتیٰ کہ مسلمانوں کو کافر کی عیادت بھی جائز ہے، چنانچہ ایک یہودی غلام یا لڑکا حضور نبی کریم ﷺ کا خادم تھا، وہ بیمار ہوا تو حضور ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ مسلمان ہو جاؤ، وہ اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگا، اس نے کہا، ابو القاسم ﴿ﷺ﴾ کی اطاعت کر، چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا اور آپ اس کے پاس سے یہ کہتے ہوئے چلے آئے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اسے دوزخ سے بچا لیا اور اس غلام کا نام عبدالقدوس تھا۔ ﴿نزہۃ المجالس، ۱/۱۹۲﴾

ایک بت پرست کا قبول اسلام:

حضرت عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک بار جہاز پر سوار تھا، طوفان نے ہم لوگوں کو ایک جزیرہ کی طرف پھینک دیا، وہاں دیکھا کہ ایک شخص بت کی پرستش میں لگا ہوا ہے، ہم نے اس سے کہا کہ یہ کیسا معبود ہے جس کی پرستش کی جاتی ہے، ہم لوگوں میں تو ایسے ہیں جو ایسے کتنے ہی بنا ڈالیں، اس نے پوچھا تم لوگ کس کی پرستش کرتے ہو، ہم نے کہا اللہ تعالیٰ کی جسکا عرش آسمان میں ہے، اور جس کی پکڑ زمین میں ہے، اس نے پوچھا تمہیں بتلایا کس نے؟ ہم نے جواب دیا اسی اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس اپنا رسول بھیجا تھا جس نے ہم کو اس سے آگاہ کر دیا، اس نے پوچھا، وہ رسول کیا ہوئے؟ ہم نے کہا، ان کا تو انتقال ہو گیا، اس نے پوچھا، بھلا تمہارے پاس ان کی کچھ علامت باقی رہی ہے؟ ہم نے کہا، ہاں جو شاہی فرمان

Marfat.com

﴿قرآن شریف﴾ اس رسول کے پاس آیا تھا، وہ ہمارے پاس اب بھی باقی ہے، اس نے کہا اچھا میرے پاس لاؤ، ہم نے قرآن شریف اسکو دکھایا اور سورۃ الرحمٰن پڑھ کر سنائی، وہ تا اختتام سورت برابر روتا رہا اور کہنے لگا جس کا یہ کلام ہے اس کی نافرمانی ہرگز مناسب نہیں اور یہ کہہ کر اسلام لایا اور اچھا مسلمان ہو گیا، ہم نے اسکو اسلام کی باتیں سکھائیں، جب رات ہوئی تو ہم لوگ عشا کی نماز پڑھ کر اپنی خواب گاہوں میں لیٹ گئے اور وہ ہم لوگوں سے پوچھنے لگا کہ اے لوگو! جس اللہ تعالیٰ کی طرف تم نے میری راہنمائی کی ہے کیا وہ سوتا بھی ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ وہ حی و قیوم ہے ﴿زندہ برقرار اور ہر شے کو برقرار رکھنے والا ہے﴾ سوتا نہیں ہے، اس پر اس نے کہا کہ پھر تم کتنے برے بندے ہو، تمہارا مالک سوتا نہیں اور تم سوتے ہو، آخر جب ہم سفر دریا سے باہر آئے اور عبادان میں داخل ہوئے تو ہم نے چاہا کہ اس کو کچھ روپیہ دیں تو وہ کہنے لگا "لا الہ الا اللہ" تم نے مجھے ایسا طریق بتایا جس پر تم خود نہ چلے، دیکھو تو میں غیر اللہ کی عبادت کرتا تھا، اس وقت تو اس نے مجھے ضائع ہونے نہ دیا اور اب مجھے اسکی معرفت حاصل ہوگئی ہے بھلا اب مجھے کیسے ضائع ہونے دے گا اور میری خبر گیری نہ کرے گا، اس کے بعد جب تین دن گزر گئے تو پتہ چلا کہ وہ حالت نزع میں ہے، یہ سن کر میں اس کے پاس گیا، اس سے پوچھا کہ تمہیں کوئی حاجت ہے، اس نے کہا کہ وہ میری حاجت براری کر چکا ہے، جو مجھے جزیرہ سے نکال کر یہاں لایا ہے، اس کے بعد میں وہی سو رہا، دیکھا کہ سرسبز لہلہاتے باغ کے اندر ایک قبہ میں ایک لونڈی ﴿بیٹھی﴾ کہہ رہی ہے کہ اسے جلدی لے آؤ، مدت گزر گئی ہے میں اسکی مشتاق ہو رہی ہوں، اس کے بعد میں بیدار ہوا اور اسکا انتقال ہو چکا تھا، خیر میں نے اسکا کفن دفن کر دیا، اس کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ اسی قبہ میں ﴿بیٹھا ہوا﴾ اس آیت کی تلاوت کر رہا ہے: "والملائکۃ یدخلون علیہم من کل

Marfat.com

باب سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار "﴿اور ان کے پاس ہر دروازے سے فرشتے آئیں گے کہ تمہارے صبر کی بدولت تمہارے لیے سلامتی ہے پھر اس گھر کا انجام نیک کیا خوب ہے ﴾ ﴿نزہۃ المجالس،۴۵۴/۱﴾

اہل طائف کا قبول اسلام:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ایک بار عرفہ کے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے چوبیس ہزار بازو تھے جن میں موتی اور یاقوت جڑے تھے، عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ طائف جائیے کیونکہ وہاں خدا کو چھوڑ کر ڈیڑھ ہزار بتوں کی پوجا ہو رہی ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ان کو توحید کی دعوت دی، انہوں نے نہ مانا اور آپ کے لیے ایک لونڈی بھیجی، اس نے آکر آپ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، پھر اس نے چند مسئلے دریافت کیے، آپ نے ان کا جواب دیا، اس کے بعد اس نے کہا ذرا اپنی پشت انور کھول کر دکھا دیجئے، جب اس نے مہر نبوت کو دیکھا تو اسے بوسہ دیا اور اسلام لے آئی، پھر جب وہ اپنے باپ کے پاس گئی تو اسے اپنے اسلام سے آگاہ کیا، اس نے آگ کی دہکائی ہوئی لوہے کی میخیں لے کر اسے عذاب دینا شروع کیا، اس پر وہ کہنے لگی کہ طالب فردوس کے لیے یہ سب کچھ بھی بہت کم ہے، جب وہ مر گئی تو اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھنکوا دیا، آپ نے اسکی تجہیز و تکفین کرنے کا بندوبست کر دیا، پھر فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب تک اس نے جنت میں اپنی منزل دیکھ نہ لی اس کی روح نہیں نکلی، پھر حضرت اسرائیل علیہ السلام آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ یارسول

Marfat.com

اللہ ﷺ یہ لوگ شکاری کتے لے کر آپ کے قتل کے لیے جمع ہوئے ہیں، جب حضور نبی کریم ﷺ سامنے آئے تو انہوں نے کتے چھوڑ دیئے اور کہنے لگے محمد مصطفیٰ ﷺ کو پکڑ لو، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! یوم عرفہ کے صدقہ سے ان کتوں کو مجھ سے پھیر دے، چنانچہ آپ کے سامنے وہ پست ہو گئے، پھر آپ نے فرمایا کہ اپنے مالکوں کی خبر لو، اس پر وہ کتے ان پر جھپٹ پڑے، انہوں نے کتوں کو پتھر مارنا شروع کیے، ایک پتھر حضور نبی اکرم ﷺ کے چہرہ مبارک پر آ لگا، اس وقت پانچ فرشتے اترے اور کہنے لگے کہ ہم میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ جو کچھ آپ چاہیں اس میں آپ کی اطاعت کریں، یہ سن کر آپ رو پڑے اور فرمانے لگے، بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے، اس کے بعد آپ نے کہا، اے اللہ! حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت عیسیٰ علیہم السلام ماہ رمضان اور یوم عرفہ کے حق سے ان کو ایمان نصیب فرما، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم جس وقت ہم لوگوں نے ظہر پڑھی اس وقت ساری کی ساری قوم حضور نبی اکرم ﷺ کے پیچھے تھی۔ ﴿نزہۃ المجالس، ۱/۴۵۵﴾

بہرام مجوسی کا قبول اسلام:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک سال حج کیا تو حضور نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ جب تو بغداد میں پہنچے تو بہرام مجوسی کو میرا اسلام کہہ دینا اور اس سے کہہ دینا کہ اللہ تجھ سے راضی ہے، جب میں واپس پہنچا تو میں نے اس سے پوچھا کہ تو نے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی نیکی کی ہے، اس نے کہا کہ میں نے اپنے بیٹے کا اپنی بیٹی سے نکاح کر دیا ہے اور دعوت ولیمہ کھلائی تھی، میں نے کہا یہ تو حرام ہے اس

Marfat.com

کے سوا اور بھی کوئی عمل کیا ہے، اس نے کہا، میں نے خود اپنی بیٹی سے نکاح کر کے ولیمہ کیا تھا، میں نے کہا یہ بھی حرام ہے اس کے سوا بھی تو نے کوئی عمل کیا ہے، اس نے کہا کہ ایک مسلمان عورت میرے گھر آئی تھی اور اس نے میرے چراغ سے اپنا چراغ روشن کرلیا، جب وہ دروازہ پر پہنچی تو گل کر دیا، اس نے پھر لوٹ کر روشن کیا اور پھر گل کر دیا، اس طرح تین بار کیا اور چوتھی بار وہ روشن کر کے چلی گئی اور میں اس کے پیچھے چلا گیا، اس کے گھر تک گیا کہ شاید یہ جاسوس ہے، اس کے بعد میں نے سنا کہ اس کے بچے کہہ رہے ہیں کہ ہمیں بھوک ستا رہی ہے، وہ بولی مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ اس کے غیر سے کچھ مانگوں، یہ سن کر میں لوٹ آیا اور کھانا لے کر ان کے پاس گیا، اس وقت میں نے اس سے کہا کہ یہ بشارت سن کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے تجھے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہے، اس پر وہ اسلام لے آیا اور سچا مسلمان بن گیا۔ ﴿نزہۃ المجالس، ۱/۵۷۳﴾

ایک یہودی کا قبول اسلام:

حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا ایک یہودی ہمسایہ تھا اور اس کی دیوار آپکے مکان کی جانب شق ہوگئی اور نجاست آپ کے مکان میں آکر گرنے لگی اور یہودی کو اس کا علم نہ تھا، ایک روز اسکی عورت آئی تو اس نے دیکھا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے گھر میں نجاست جمع ہے، اس نے اپنے خاوند کو اطلاع کی، یہودی آپ کے پاس معذرت کرنے آیا، آپ نے فرمایا کہ میرے نانا حضور ﷺ نے مجھے اپنے ہمسایہ کی خاطر د تعظیم کا حکم فرمایا ہے، اس پر یہودی مسلمان ہوگیا۔ ﴿نزہۃ المجالس، ۱/۶۲۳﴾

Marfat.com

ایک مجوسی کا قبول اسلام:

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ان کا ایک مجوسی سے مقاتلہ ہو رہا تھا، جب نماز کا وقت آیا تو حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے مجوسی سے کہا کہ مجھ سے عہد کر کہ جب تک میں نماز سے فارغ نہ ہو جاؤں تو میرے ساتھ کوئی برا ارادہ نہ کرے گا، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے اور غروب کا وقت پہنچا تو مجوسی ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگا مجھ سے بھی عہد کیجئے تا کہ میں بھی اپنی عبادت سے فارغ ہو جاؤں، پھر جب اس نے آفتاب کو سجدہ کیا تو یہ اس پر تلوار لے کر جھپٹے، فوراً ہاتف نے آواز دی، جب تم عہد کرو تو عہد کو پورا کیا کرو، اس پر آپ واپس ہوئے، جب مجوسی فارغ ہو چکا تو اس نے پوچھا کیا بات ہے، میری نسبت ارادہ کر کے کیسے لوٹ آئے، آپ نے کہا: جب میں نے تجھے غیر اللہ کو سجدہ کرتے دیکھا تو چاہا تھا کہ تجھے قتل کر ڈالوں، اتنے میں ہاتف نے مجھے آواز دی کہ جب تم عہد کرو تو عہد اللہ کو پورا کیا کرو، یہ سن کر کہنے لگا، آپ کا رب بھی کیا خوب رب ہے کہ اپنے دوست پر اپنے دشمن کے لیے عتاب فرماتا ہے، اس کے بعد وہ مجوسی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ ﴿نزہۃ المجالس، ۲/۱۱۸﴾

ایک مجوسی کا قبول اسلام:

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کسی مجوسی پر قرض تھا، آپ اس سے تقاضا کرنے گئے، آپ کے جوتے میں نجاست لگ گئی، آپ نے جھٹک دی اور وہ اڑ کر اسی کی دیوار سے جا گری، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو بہت رنج ہوا اور کہنے لگے، اگر کرچتا ہوں تو اس کی دیوار کی مٹی کم ہو جاتی ہے، لیکن میں اسکی دیوار پر نجاست کو جو مجھ سے پڑ گئی ہے، چھوڑ بھی نہیں سکتا، آخر آپ نے اسکا دروازہ کھٹکھٹایا، وہ باہر نکلا اور کہنے لگا، اے امام المسلمین مجھے مہلت دیجئے،

Marfat.com

آپ نے فرمایا: میری وجہ سے تیری دیوار نجس ہوگئی ہے، مجھے معاف کردے، اس نے پوچھا اے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کیا آپ میری دیوار پاک کرنا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا ہاں، وہ کہہ اٹھا: ''اشهد ان لا اله الا الله محمد رسول الله''۔ ﴿نزہۃ المجالس، ۲/۱۵۱﴾

ایک مجوسی کا قبول اسلام:

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ایک بار موسم سرما میں جمعہ کے دن میں جامع مسجد جارہا تھا، میرا پیر پھسلا اور میں نے ایک مجوسی کی دیوار پکڑلی، اس سے میں نے درخواست کی کہ مجھے معاف کردے، اس نے پوچھا کیا تمہارے دین میں اتنی احتیاط ہے، میں نے کہا ہاں، اس نے کہا: ''اشهد ان لا اله الا الله محمد رسول الله''۔ ﴿نزہۃ المجالس، ۲/۱۵۲﴾

بنی حارثہ کا قبول اسلام:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی حارثہ کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ اس سے قتال کرنے کے تین روز پیشتر اسلام لانے کے لیے کہیں، اگر وہ نہ مانیں تو قتال کریں، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، وہ اسلام لے آئے اور حسب ذیل انہوں نے عریضہ لکھ بھیجا، بخدمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منجانب خالد بن ولید، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں اس اللہ تعالیٰ کا ثناخواں ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد عرض ہے، آپ نے فلاں کام کی انجام دہی کے لیے مجھے بنی حارثہ کے پاس بھیجا تھا، وہ لوگ اسلام لے آئے ہیں اور میں ان میں مقیم ہوں، انہیں اسلام کی تعلیم دیتا رہوں گا، جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان شاء اللہ کچھ اپنا ارشاد تحریر نہ فرمائیں گے، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

Marfat.com

اس کے بعد، رسول اللہ ﷺ نے انہیں لکھ بھیجا، بسم اللہ الرحمن الرحیم منجانب محمد رسول اللہ ﷺ بنام خالد بن ولید السلام علیکم ''میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کی ثنا خوانی کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اچھا ان کو مژدہ سنا دو اور ڈرا دو اور چلے آؤ اور تمہارے ساتھ ان کا قاصد بھی آئے'' والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ چلے آئے اور بنی حارثہ کے پانچ آدمی بھی ان کے ہمراہ آئے، انہوں نے حاضر ہو کر نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا اور کلمہ شہادت پڑھا، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں، پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، تم وہ لوگ ہو جو ڈانٹے جاؤ تو پیش قدمی کرتے ہو، یہی چار بار فرمایا، انہوں نے اسکا کوئی جواب نہ دیا، پھر ان میں سے ایک شخص نے کہا، ہاں یارسول اللہ ﷺ ہم لوگ ایسے ہی ہیں کہ جب ڈانٹیں جائیں تو پیش قدمی کرتے ہیں، اس نے بھی چار بار کہا، آپ نے فرمایا، اگر خالد مجھے یہ نہ لکھ بھیجتے کہ تم اسلام لے آئے ہو تو میں تمہارے سر تمہارے قدموں کے نیچے ڈال دیتا، ان میں سے ایک شخص نے کہا سنیئے اللہ کی قسم نہ میں آپ کا ثنا خوان ہوں نہ حضرت خالد کا، آپ نے پوچھا تو کس کا ثنا خوان ہے، وہ لوگ بولے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ثنا خواں ہیں، جس نے آپ ﷺ کے ذریعے ہماری راہنمائی کی، آپ نے فرمایا، تم نے سچ کہا، پھر آپ نے پوچھا جو آپ سے قتال کرتا تھا، تم جاہلیت میں اس پر کس وجہ سے غالب آتے تھے، انہوں نے کہا ہم مجتمع رہتے تھے، الگ الگ نہ ہوتے تھے اور ظلم کی ابتدا کسی کے ساتھ نہ کرتے تھے، حضور ﷺ نے اسکی تصدیق کی اور اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ صرف چار ماہ اور زندہ رہے۔ ﴿نزہۃ المجالس، ۲/۱۷۷﴾

Marfat.com

بادشاہ تبع کا قبول اسلام:

''شرف المصطفیٰ''میں ہے کہ تبع اول اپنے شہروں سے لشکر کثیر کے ساتھ دنیا کو دیکھنے کے لیے نکلا اور اس کے ساتھ حکما کی ایک جماعت بھی تھی، جب وہ مکہ میں پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے اسکی طرف توجہ نہ کی، وہ اس پر غضبناک ہوا، اس نے ارادہ کرلیا کہ میں کعبہ منہدم کردوں گا، مردوں کو قتل کر ڈالوں گا اور مال لے لوں گا اور عورتوں کو گرفتار کر کے لے جاؤں گا، اس کے بعد اس کے کان اور ناک سے نہایت بدبو دار پانی نکلنا شروع ہوا، اس نے حکما سے اس کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے کہا کہ ہم دنیاوی امراض کے علاج کرتے ہیں، آسمانی امراض کا علاج نہیں کرتے، جب رات ہوئی تو ان میں سے ایک حکیم نے کہا، بادشاہ اگر اپنا ارادہ ظاہر کردے تو میں اسکا علاج کردوں، اس نے ارادہ بتلا دیا، اس نے کہا اس ارادہ سے باز آ، اس نے ایسا ہی کیا اور اچھا ہوگیا، پانی بہنا بالکل بند ہو گیا، اسی دم وہ ایمان لایا اور کعبہ پر اس نے پردہ لٹکایا، چنانچہ سب سے پہلے کعبہ پر اسی نے پردہ لٹکایا تھا، پھر یثرب یعنی مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور اس کے چشمہ پر اترا، حکما نے حال دریافت کیا، حکمانے کہا کہ اس سرزمین پر آئندہ خیر کثیر کا ظہور ہو گا، یہاں نبی آخر الزماں جن کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ ہے، یہاں سکونت گزیں ہونگے ہر چند کہ ان کی پیدائش گاہ مکہ ہے، لیکن وہ ہجرت کر کے یہاں تشریف لائیں گے، اس کے بعد اس نے چار سو مکانات آپ کے لیے یہاں تعمیر کرائے اور اس کے بعد ایک عریضہ لکھا کہ یارسول اللہ ﷺ میں آپ پر اور آپ کے رب پر ایمان لایا اور میں آپ کے دین پر ہوں، اگر میں آپ کو پاؤں گا تو یہ میری عین مراد ہے اور اگر میں آپکو نہ پاؤں تو قیامت کے دن آپ میری شفاعت کرنا، کیونکہ میں آپکی اگلی امت میں ہوں اور یہ عریضہ لکھ کر اس نے اس حکیم کو دے دیا جس نے

Marfat.com

اسکا ارادہ معلوم کیا تھا اور خود اپنے ملک چلا آیا چنانچہ وہ عریضہ اس حکیم کے پاس اور پھر اسکی اولاد کے پاس اور پھر اسکی اولاد کی اولاد کے پاس محفوظ رہتا ہوا حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تک چلا آیا، جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں فروکش ہوئے، انہوں نے وہ عریضہ نکال کر خدمت میں پیش کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے پڑھا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرحبا بالاخ الصالح، پھر انہوں نے اس عریضہ کی تاریخ تحریر دیکھی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے ملایا تو ایک ہزار سال کا زمانہ ہوا تھا۔

﴿نزہۃ المجالس، ۲/۲۲۹﴾

ایک یہودی کا قبول اسلام:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک یہودی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ قسم ہے اسکی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنا کر بھیجا ہے، یقیناً مجھے آپ سے محبت ہے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے اس کو بے قدر سمجھ کر سر تک نہ اٹھایا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کرنے لگے، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ یہودی سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ میں سے اس سے دو چیزیں اٹھا دی ہیں، اس کے پیروں میں بیڑیاں اور گردن میں طوق نہیں ڈالا جائے گا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو یہ خبر دی، وہ کہہ اٹھا: ''اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ'' قسم ہے مجھے اسکی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اس سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت اور زیادہ ہوگئی ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مبارک ہو، مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے جہنم کو تجھ سے بالکل پھیر دیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی محبت کی وجہ سے تجھے جنت میں داخل کر دیا۔ ﴿نزہۃ المجالس، ۲/۱۴۲﴾

Marfat.com

Marfat.com

جلوۂ قدرت
رسائل میلادِ مصطفیٰ
چار زندہ نبی
سیرت غوث اعظم
جہانِ انبیاء
راہنمائے نقابت
مکاشفۃ القلوب
خطباتِ مجددیہ
خطبات نورانی
نورانی حکایات
شانِ حبیب الباری
رسائل مجدد الف ثانی
غنیۃ الطالبین
مسلمان کا عقیدہ
تاریخ حبیب الٰہ

86

سفرِ آخرت اور ہماری ذمہ داریاں

تحفۃ القادریہ
سیدنا صدیق اکبر
خزینۂ نعت
جہانِ اولیاء
سر الاسرار
بدعت کی حقیقت
کشف المحجوب
شاہان گوجر
انیس الطالبین
انوار مدینہ
حدائق بخشش
جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز
تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر
تحفہ حنفیہ
قبروں کے حالات
کردارِ یزید
معجزاتِ رسول کریم ﷺ

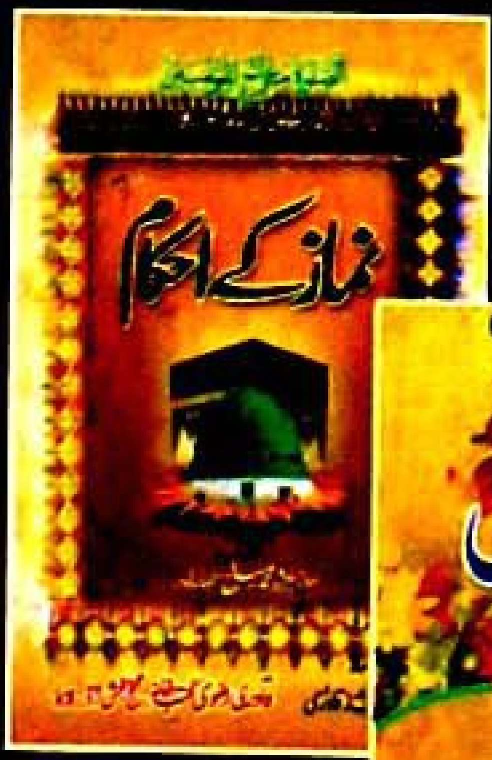

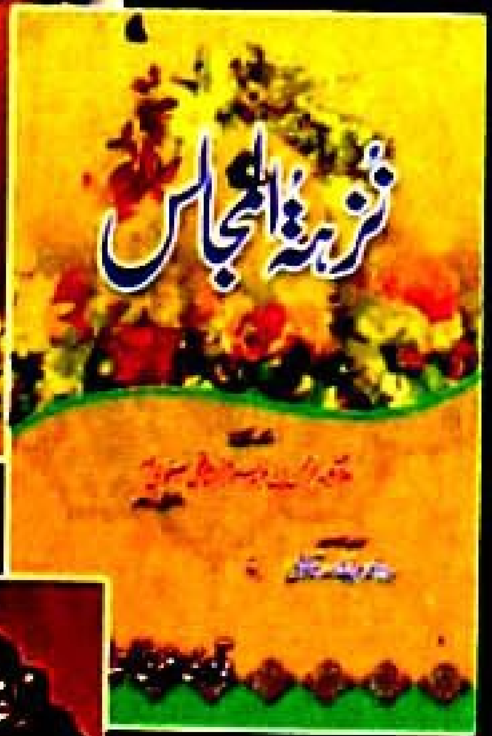

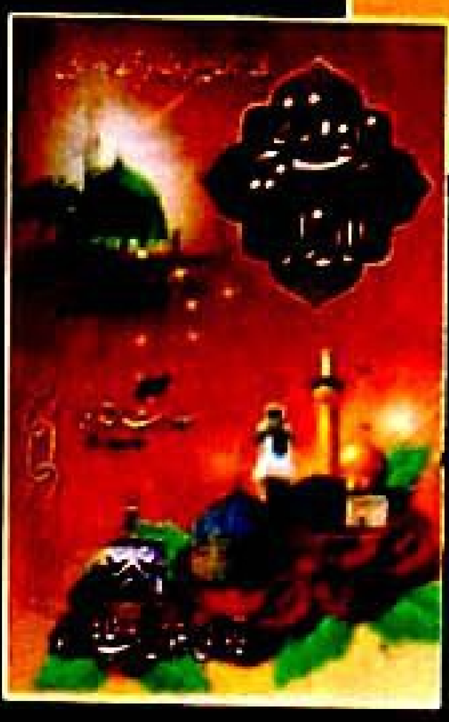

شانِ حبیب الرحمٰن من روایات المسلم
خطبات محرم
آداب رسول
نزہۃ الخاطر الفاتر
سیرت
جنتی زیور
خان محمد قادری کی تقریریں
امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ
قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور 042-7213575
فتوح الغیب
کیا آپ جانتے ہیں؟

Marfat.com